عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۲ ۱۲ تا ۱۷ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۳ تا ۲۸ فروری ۲۰۱۳ء شمارہ: ۸

اخلاقِ حسنہ اور شاتمِ رسول ﷺ کی سزا

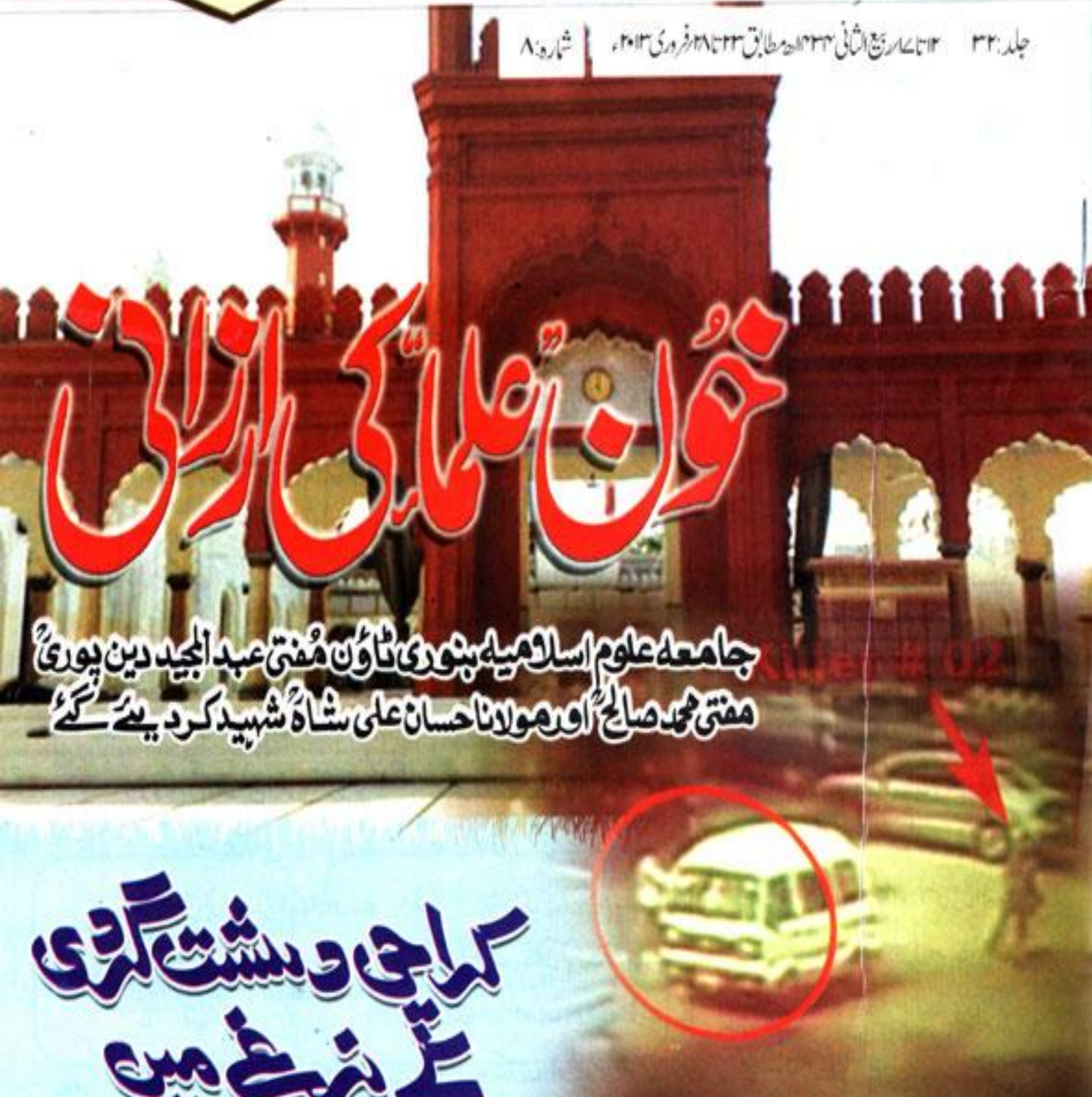

خونِ علماؒ کی ارزانی

جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن مُفتی عبد المجید دین پوریؒ
مفتی محمد صالحؒ اور مولانا احسان علی شاہؒ شہید کردیئے گئے

کراچی دہشت گردی کے نرغے میں

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

پاکستانی کرنسی میں قرض کی واپسی کی جائے

محمد طارق، کراچی

س:...... میں نے اپنے دوست سے قرض لیا تھا، پاکستانی روپوں میں دو لاکھ روپے اور بات یہ طے پائی تھی کہ وہ رقم میں دو لاکھ جاپانی کرنسی میں ادا کروں گا اور جو بھی رقم ہوگی۔ شریعت کے مطابق یہ لین دین صحیح ہے یا نہیں؟

ج:...... آپ نے قرض چونکہ پاکستانی روپے میں لیا تھا، اس لئے قرض کی واپسی بھی پاکستانی روپے سے ہی ادا کریں۔ دو لاکھ پاکستانی روپے کی بجائے دو لاکھ جاپانی کرنسی دینا سود ہوگا جو کہ حرام ہے۔ جس کرنسی میں قرض لیا جائے اسی کرنسی میں اتنا ہی مقدار میں واپس کرنا ضروری ہے اور اگر کسی دوسری کرنسی میں دینا ہے تو اصل رقم جو قرض لی گئی تھی، اس کی مالیت کے بقدر ہی دینا ضروری ہے، کمی بیشی کرنا سود میں شامل ہوجائے گا۔

زکوٰۃ کی رقم والدین پر خرچ کرنا

اُمِ مریم، کراچی

س:...... کیا بیٹی اپنے زکوٰۃ کے پیسوں سے باپ کا قرض ادا کرسکتی ہے؟

ج:...... نہیں۔

س:...... کیا بیٹی اپنے زکوٰۃ کے پیسوں سے باپ کو حج پر بھیج سکتی ہے؟

ج:...... نہیں! اولاد اپنے والدین پر اپنی زکوٰۃ کی رقم خرچ نہیں کرسکتی کسی حال میں بھی۔

س:...... کیا فرض واجب اور سنت موکدہ کے پہلے قعدہ میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھا جاتا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی پڑھ لے تو کیا سجدہ سہو واجب ہوگا؟

ج:...... فرض، واجب اور سنت موکدہ چار رکعت والی نماز کے پہلے قعدہ میں التحیات کے بعد درود شریف نہیں پڑھا جاتا، اگر کوئی اللہم صلی علی محمد تک بھول کر پڑھ لے تو نماز کے آخر میں سجدہ سہو کرنا ضروری ہوگا، سنت غیر موکدہ اور نفل نماز میں پہلے قعدہ میں بھی درود شریف پڑھنا مستحب عمل ہے، اگر کوئی نہ پڑھے یا پڑھنا بھول جائے تو سجدہ سہو کرنے کی ضرورت نہیں، نماز ہوجائے گی۔

جہیز میں بیٹی کو کیا کیا دینا چاہئے؟

س:...... میری بیٹی کا رشتہ طے ہوچکا ہے اور جلد ہی شادی بھی کرنی ہے، آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ ہم جہیز میں اپنی بیٹی کو کیا کیا دے سکتے ہیں، شریعت کی طرف سے کوئی قباحت تو نہیں ہے؟

ج:...... ضرورت اور اپنی حیثیت کے مطابق دے سکتے ہیں، بشرطیکہ نمود ونمائش اور فخر مباہات مقصود نہ ہو۔ مثلاً ضرورت کے لحاظ سے

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

فرنیچر، کپڑے، زیور وغیرہ یا جو سہولت سے میسر ہو دیا جاسکتا ہے۔ مگر لڑکے والوں کے لئے جہیز کی فرمائش اور مطالبہ کرنا اور جہیز نہ لانے یا کم لانے پر لڑکی کو طعنہ دینا یا اس کا مذاق اڑانا گناہ اور ناجائز ہے۔

س:...... ہماری ایک بہن ہے جو ہر وقت لڑنے پر آمادہ رہتی ہے، لڑائی کا بہانا ڈھونڈتی ہے اور جب میرے گھر آتی ہے تو مجھے بھی بہت برا بھلا کہتی ہے۔ کیا میں اس نیت سے کہ وہ گھر آکر شادی کا ماحول خراب کرے گی، اس کو دعوت میں نہ بلاؤں، جبکہ میری نیت قطع تعلق کرنے کی نہیں صرف لڑائی سے بچنے کی ہو تو کیا میں گناہگار ہوں گی؟

ج:...... اگر آپ صرف آپس کی ناچاقی سے بچنے کے لئے ان سے دور رہنا چاہتی ہے اور قطع تعلق وقطع کلامی کی نیت نہیں ہے تو ایسی صورت میں آپ ان سے محتاط رہ سکتی ہیں اور یہ جائز ہے، ہاں اگر کوئی ناراضگی کی وجہ سے بالکل ہی میل جول اور سلام دعا ختم کردے تو یہ قطع تعلقی کہلائے گی جو کہ ناجائز ہے۔

☆☆..........☆☆

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۲ — ۱۲تا۱۷ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۲تا۲۸فروری ۲۰۱۳ء — شمارہ:۸

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

خون "علماء" کی ارزانی!	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
کراچی دہشت گردوں کے نرغے میں!	۹	مولانا محمد ازہر مدظلہ
اخلاق حسنہ اور شاتم رسول کی سزا	۱۱	مفتی عارف محمود
جناب قاضی حسین احمد اور تحریک ختم نبوت!	۱۳	مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
چناب نگر میں ۸ گھنٹے	۱۵	پروفیسر ضیاء الرحمٰن
علامہ صاحب اور ان کا خواب	۱۹	جناب خالد محمود
امت میں وحدت کو فروغ دینے کی ضرورت	۲۱	مولانا زاہد الراشدی
الجھن کی سلجھن	۲۴	مولانا محمد طاہر مسعود عطاء
"دردمند خاتون" (۵)	۲۶	مولانا حافظ عبدالرحمٰن مدظلہ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

دنیا سے بے رغبتی

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

ضرورت سے زیادہ عمارت بنانا

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام اِخراجات اللہ تعالیٰ کے راستے میں شمار ہوتے ہیں، سوائے تعمیر کے کہ اس میں کوئی خیر نہیں۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۷۱)

یعنی ایک مسلمان اپنے اہل و عیال یا اپنی ذات پر جو جائز اور ضروری اِخراجات کرتا ہے، وہ خرچ اللہ تعالیٰ کے راستے میں شمار کیا جاتا ہے، اور آدمی اس پر اجر و ثواب کا مستحق ہوتا ہے، سوائے تعمیر کے کہ اس کے خرچ میں کوئی اجر نہیں۔

"حارثہ بن مضرب تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہم حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی عیادت کو گئے، انہوں نے علاج کے لئے سات داغ لگوائے ہوئے تھے، پس فرمایا کہ: میری بیماری لمبی ہوگئی، اور اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ موت کی آرزو نہ کیا کرو، تو میں موت کی آرزو کرتا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ہر خرچ پر آدمی کو اَجر ملتا ہے سوائے مٹی کے۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۷۱)

اس حدیث میں ایک مضمون تو وہی ہے جو اُوپر کی حدیث میں آچکا ہے، یعنی بغیر ضرورت کے تعمیری اِخراجات کا پسندیدہ نہ ہونا، اور دُوسرا مضمون موت کی تمنا سے ممانعت کا ہے، یہ مضمون بھی بہت سی احادیث میں آیا ہے، صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے، کیونکہ اگر وہ نیکوکار ہے تو شاید وہ اپنی بھلائی میں مزید اضافہ کرسکے، اور اگر وہ بدکار ہے تو ہوسکتا ہے کہ توبہ کرلے۔" ایک اور حدیث میں ہے کہ: "تم میں سے کوئی شخص نہ تو موت کی تمنا کرے اور نہ اس کی دُعا کرے، کیونکہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کی اُمید ختم ہوجاتی ہے، اور مؤمن کے لئے عمر کی مہلت خیر میں اضافے ہی کا سبب ہے۔" ایک اور حدیث میں ہے کہ: تم میں سے کوئی شخص تکلیف سے گھبراکر موت کی تمنا نہ کرے، اگر اس کو یہ کرنا ہی ہو تو یہ دُعا کرے:

"اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیٰوۃُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ۔"

"اے اللہ! جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہو مجھے زندہ رکھئے اور جب وفات میرے لئے بہتر ہو تو مجھے قبض کرلیجئے۔"

ایک اور حدیث میں ہے کہ: "موت کی تمنا نہ کیا کرو، کیونکہ جان کنی کا ہول بڑا سخت ہے، اور آدمی کی نیک بختی کی بات یہ ہے کہ بندے کی عمر لمبی ہو اور اللہ تعالیٰ اس کو توبہ و اِنابت کی توفیق عطا فرمادیں۔" (یہ تمام احادیث مشکوٰۃ شریف میں ہیں)۔

آدمی اپنی کمزوری کی وجہ سے تکلیف سے گھبرا جاتا ہے اور تکلیف کی شدت سے نجات پانے کے لئے موت کی تمنا اور دُعا کرنے لگتا ہے، حالانکہ موت کے وقت جان کنی کی تکلیف ایسی ہولناک ہے کہ اس کے مقابلے میں زندگی کی تکالیف بہت معمولی ہیں، تو ہلکی تکلیف سے گھبراکر بڑی تکلیف کی تمنا کرنا تقاضائے دانش مندی کے خلاف ہے:

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مرجائیں گے!
مرکے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے؟

علاوہ ازیں زندگی کے لمحات، حق تعالیٰ شانہٗ کا احسانِ عظیم اور نعمتِ کبریٰ ہیں، یہ وہ مال و دولت ہے کہ کسی قیمت پر بھی دستیاب نہیں ہوسکتی۔ زندگی کی تکالیف اور پریشانیوں سے گھبراکر موت کی تمنا کرنا گویا اس نعمت کی بے قدری ہے اس لئے مصائب و تکالیف سے نجات پانے کے لئے موت کی تمنا تو بہرحال مذموم ہے، لیکن اگر کسی دینی فتنے میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو اس سے بچنے کی خاطر موت کی تمنا کو بعض اکابر نے جائز رکھا ہے، شیخ مُلّا علی القاری رحمہ اللہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں:

"اِمام نووی رحمہ اللہ نے فتویٰ دیا ہے کہ دینی فتنے کے اندیشے کی وجہ سے موت کی تمنا مکروہ نہیں، بلکہ انہوں نے فرمایا کہ یہ مستحب ہے، اور اس کو اِمام شافعیؒ، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور دیگر اکابر سے نقل کیا ہے۔"

اسی طرح شہادت فی سبیل اللہ کی تمنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک شہر مدینہ طیبہ میں مرنے کی تمنا بھی ممنوع نہیں، بلکہ مندوب ہے، نیز محبتِ اِلٰہی کی وجہ سے حق تعالیٰ شانہٗ سے ملنے کا اشتیاق بھی ممانعت کے تحت داخل نہیں، رَزَقَنَا اللہُ تَعَالٰی بِمَنِّہٖ وَلُطْفِہٖ!

ترمذی شریف میں تو حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا یہ قصہ اسی قدر نقل کیا گیا ہے، لیکن مشکوٰۃ شریف میں مسندِ احمد کے حوالے سے اس روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھا کہ میں ایک درہم کا بھی مالک نہیں تھا اور اَب میرے گھر کے ایک کونے میں چالیس ہزار درہم پڑے ہیں۔ پھر آپ نے اپنا کفن منگوایا، وہ لایا گیا تو اسے دیکھ کر رو پڑے اور فرمایا: لیکن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے لئے تو کفن بھی نہ مل سکا، سوائے ایک دھاری دار چادر کے جو اتنی چھوٹی تھی کہ اگر سر پر کرتے تو پاؤں ننگے ہوجاتے، اور پاؤں ڈھکتے تو سر کھل جاتا، بالآخر چادر سر کی طرف کردی گئی اور پاؤں پر اذخر (گھاس) ڈال دی گئی۔" (مشکوٰۃ، ص:۱۴۰)

اس حدیث سے حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ذوق کا اندازہ ہوتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فتوحات کی کثرت کی وجہ سے ان کو مالی کشائش حاصل ہوگئی تھی، لیکن وہ اپنے فقر و فاقہ کی اس حالت کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھی، یاد کرکے روتے تھے، اسی کو پسند فرماتے تھے، اور مال کی فراوانی ان کے نزدیک پسندیدہ حالت نہیں تھی، افسوس ہے کہ اُمت میں یہ ذوقِ صحیح ناپید ہوگیا ہے، فالی اللہ المشتکیٰ!

"ابوحمزہ، حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: ہر تعمیر تجھ پر وبال ہے۔ میں نے عرض کیا: اگر اس کے بغیر چارہ نہ ہو تو کیا ارشاد ہے؟ فرمایا: نہ اجر، نہ بوجھ!" (ترمذی، ج:۲، ص:۷۱)

یعنی جو تعمیر ایسی ناگزیر ہو کہ اس کے بغیر چارہ نہیں، اس کے بارے میں بھی بس یہی کہا جاسکتا ہے کہ اس میں جو خرچ کیا گیا وہ قیامت کے دن وبال اور بوجھ نہ ہوگا، اور جو عمارت ضرورت سے زائد محض فخر و مباہات کے لئے بنائی جائے وہ تو سراسر وبال ہی وبال ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں! آج کل ہم لوگ جو عمارتیں بناتے ہیں، وہ اکثر و بیشتر اسی زُمرے میں آتی ہیں۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

خونِ ”علماء“ کی ارزانی!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

ملکِ پاکستان کے طول وعرض اور بیرونی ممالک میں یہ غمناک، اندوہناک اور وحشتناک خبر بڑے دُکھ، درد اور کرب والم سے سنی جاچکی ہے کہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے دارالافتاء کے ذمہ دار اور مسؤل اور استاذ حدیث حضرت مولانا مفتی عبدالمجید دین پوریؒ، ان کے نائب حضرت مولانا مفتی صالح محمد کاروڑیؒ اور ان دونوں حضرات کو لے جانے والے طالب علم حسان علی شاہ کو ۱۸ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ، مطابق ۳۱ جنوری ۲۰۱۳ء بروز جمعرات، تقریباً ساڑھے بارہ بجے کراچی کی معروف شاہراہ شاہراہِ فیصل پر نرسری پل کے قریب دن دیہاڑے دہشت گردوں نے فائرنگ کرکے شہید کردیا۔ إنا للہ وإنا إلیہ راجعون، إن للہ ماأخذ ولہ ماأعطی وکل شیء عندہٗ بأجل مسمی.

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے علماء کرام کو شہید کرنے کا یہ پہلا واقعہ نہیں، بلکہ اس سے پہلے تواتر کے ساتھ کئی شہادتوں کے واقعات رونما ہوچکے ہیں۔ پہلا واقعہ اس وقت ہوا جب جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے مدیر اساتذہ کی معیت میں جامعہ کی ایک شاخ سے واپس آرہے تھے کہ بزنس ریکارڈر روڈ پر ان کی گاڑی پر فائرنگ کرکے جامعہ کے رئیس حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختارؒ، جامعہ کے ناظم اور استاذ حضرت مولانا مفتی عبدالسمیعؒ اور ڈرائیور محمد طاہر کو شہید کیا گیا اور اس حادثہ میں دو اساتذہ زخمی بھی ہوئے۔

اس کے بعد ۱۳ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۸ مئی ۲۰۰۰ء صبح دس بجے جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے استاذ حدیث، مرشد العلماء، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کو ڈرائیور الحاج عبدالرحمنؒ سمیت فیڈرل بی ایریا میں فائرنگ کرکے شہید کیا گیا۔

اس کے بعد ۳۰ مئی ۲۰۰۴ء بروز اتوار جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے شیخ الحدیث، شعبہ تخصص فی الفقہ کے نگران ومشرف حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئیؒ کو گھر سے جامعہ علوم اسلامیہ کی طرف جاتے ہوئے فائرنگ کرکے شہید کردیا گیا۔ اس کے بعد جامعہ کے فاضل، ہمدرد، اور عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت شوریٰ کے رکن حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ اور ان کے ساتھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ حضرت مولانا نذیر احمد تونسویؒ کو شہید کیا گیا۔

اس کے بعد ۲۵ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ مطابق مارچ ۲۰۱۰ء بروز جمعرات جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے ترجمان ”ماہنامہ بینات“ کے مدیر اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر حضرت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ، ان کے بیٹے حافظ محمد حذیفہؒ، ان کے خادم حضرت مولانا فخر الزمانؒ اور ڈرائیور بھائی عبدالرحمن سری لنکنؒ کو اس وقت بے دردی سے شہید کیا گیا، جب آپ مسجد خاتم النبیین سے مجلس ذکر سے فارغ ہوکر واپس گھر تشریف لارہے تھے۔

اس کے علاوہ جامعہ کی ملیر شاخ کے ہردل عزیز استاذ حضرت مولانا سعید احمد اخوندؒ کو شہید کیا گیا۔ اسی طرح جامعہ کی شاخ ”گلشن عمرؓ“ کے استاذ حضرت

مولانا انعام اللہ صاحب کو شہید کیا گیا۔ اسی طرح جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے استاذ حضرت مولانا ارشاد اللہ عباسی صاحب کو صبح کی نماز پڑھانے کے لئے جاتے ہوئے دہشت گردوں نے فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ اس کے علاوہ مختلف اوقات اور مختلف مقامات پر تقریباً جامعہ کے ۱۱ طلبہ کو شہید کیا گیا۔

پورے ملک میں بالعموم اور کراچی میں بالخصوص علماء، طلبہ، مدارس اور عوام الناس سب دہشت گردوں کے نشانے پر ہیں۔ ملک کے وزیر داخلہ نے دو روز قبل یہ بیان دیا کہ فروری کے آغاز میں سندھ کے دارالحکومت کراچی میں دہشت گردی اور قتل وغارت کا بازار گرم ہو جائے گا۔ انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ کراچی میں طالبان دہشت گردی نہیں کر رہے، بلکہ یہ سرحد پار بیٹھے دشمنوں کی منصوبہ بندی ہے، جس میں مقامی لوگوں کو بھی استعمال کیا جائے گا۔ ان کے بیان کی بازگشت ابھی کانوں میں ہی تھی کہ محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کی قائم کردہ درس گاہ کے دو اساتذہ کرام کو شہید کر دیا گیا۔

کراچی میں جاری قتل وغارت پر پورا ملک افسردہ اور غمگین ہے، مگر سنگ دل اور بے حس حکمران ٹس سے مس نہیں ہو رہے۔ دن دہاڑے قتل ہوتے ہیں، لوگ اغوا ہوتے ہیں، ٹارگٹ کلنگ ہوتی ہے، لیکن کوئی پوچھنے والا نہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے حکمرانوں کو صرف اپنی جانیں اور مال عزیز ہیں، عوام کو وہ بھیڑ بکریاں خیال کرتے ہیں۔ ان سب شہادتوں اور صدمات کے سہنے کے باوجود صبر کے پہاڑ جامعہ کے رئیس حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم وحفظہم اللہ نے حضرت مولانا مفتی عبدالمجید دین پوری شہیدؒ اور مفتی صالح محمد کاروڑیؒ کے جنازہ کے موقع پر فرمایا:

”ہم پرامن لوگ ہیں، اس عظیم صدمے کے موقع پر تمام ساتھی سیرت نبوی کی روشنی میں صبر سے کام لیں۔ ہم ملک عزیز میں قتل وغارت گری اور فتنہ وفساد برپا نہیں کرنا چاہتے۔ مگر اعدائے اسلام سن لیں کہ یہ اللہ کا دین ہے، وہ خود ہی اس کی حفاظت کرنے والا ہے۔ تم خود مٹ جاؤ گے، مگر یہ دین قیامت تک باقی رہے گا۔“

حضرت ڈاکٹر صاحب کی تلقین ہی تھی کہ اتنے بڑے سانحے اور حادثے کے باوجود کسی بس کو پتھر نہیں لگا، کسی دکان کا شیشہ نہیں ٹوٹا اور نہ ہی ملکی املاک کو کوئی نقصان پہنچایا گیا۔ خونِ ”علماء“ کی ارزانی پر اتنے صبر کا مظاہرہ اور دوسری طرف حکومتی بے حسی کی انتہا یہ ہے کہ اتنے دن گزرنے کے باوجود ان شہداء کے قاتلوں کا ابھی تک کوئی سراغ نہیں لگایا گیا اور نہ ہی کسی قسم کی مناسب پیش رفت سے جامعہ کے ذمہ داران کو آگاہ کیا گیا۔ آیئے! دیکھتے ہیں کہ حکومت کی اس سرد مہری اور بے حسی کے بارہ میں ملک کی دینی، مذہبی اور سیاسی جماعتوں کے اکابرین، ذمہ داران، سرپرست اور عوامی نمائندے کیا کہتے ہیں:

”اسلام آباد، لاہور، کراچی (نیوز رپورٹر+خبرایجنسیاں) وفاق المدارس نے مفتی عبدالمجید دین پوریؒ اور ان کے رفقاء کی شہادت کو قومی سانحہ قرار دے دیا۔ مختلف سیاسی ومذہبی رہنماؤں کا اظہار افسوس، قاتلوں کی گرفتاری کا مطالبہ کر دیا۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے رہنماؤں شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا محمد حنیف جالندھری اور مولانا انوار الحق نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ ملک کی معروف دینی درسگاہ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے رئیس دارالافتاء مفتی عبدالمجید اور ان کے رفقاء کی شہادت قومی سانحہ ہے، اس پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے۔ انہوں نے کراچی میں علماء کرام کی مسلسل شہادتوں پر حکومتی بے حسی کو افسوسناک قرار دیا اور کہا کہ جب تک حکومت کی طرف سے قاتلوں کی گرفتاری کی سنجیدہ کوششیں اور علماء کی مظلومانہ شہادت کی آزادانہ اور منصفانہ تحقیقات نہیں کی جاتیں، اس وقت تک قومی اور صوبائی حکومتیں ان علماء وطلبہ کے قتل کی ذمہ دار ہیں۔ جمعیت علماء اسلام کے مرکزی امیر مولانا فضل الرحمن نے مفتی عبدالمجید دین پوری اور مولانا مفتی صالح محمد، حافظ حسان اور دیگر افراد کے قتل کو بدترین دہشت گردی قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ حکومت صرف بیانات نہ دے، بلکہ قاتلوں کو بے نقاب کرے اور انہیں کیفر کردار تک پہنچائے۔ دریں اثناء جے یو آئی کے مرکزی سیکرٹری جنرل مولانا عبدالغفور حیدری اور مرکزی ترجمان مولانا محمد امجد خان اور قاری محمد عثمان، مولانا محمد غیاث، محمد اسلم غوری نے بھی واقعہ کی سخت الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا کہ حکومت کو مستعفی ہو جانا چاہئے۔ مسلم لیگ (ن) کے صدر نواز شریف نے جامعہ بنوری

ٹاؤن کراچی کے علماء اور دیگر کی شہادت کی شدید مذمت کی ہے۔نواز شریف نے کہا کہ امن وامان برباد کرنے والے قاتلوں اور جرائم پیشہ افراد کو آہنی ہاتھوں سے کچلنا ہوگا۔کراچی میں حکومت کی رٹ ختم ہو چکی ہے۔امیر جماعت اسلامی سید منور حسن،سیکرٹری جنرل لیاقت بلوچ نے مفتی عبدالمجید دین پوری سمیت علماء اور شہریوں کے قتل کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ شہر میں عوام کے خون کی ہولی نام نہاد عوامی حکومت کے منہ پر طمانچہ ہے۔انہوں نے کہا کہ شہر میں دن دہاڑے ۳ علماء کا قتل ثابت کرتا ہے کہ حکومت امن وامان کے قیام میں مکمل ناکام ہو چکی ہے۔ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کا کہنا ہے کہ کراچی میں فائرنگ کے واقعات شہر کے امن کو تباہ کرنے کی سازش ہے۔انہوں نے علماء کرام کے لواحقین سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ کراچی میں علماء کرام کو بے دردی سے قتل کیا جارہا ہے اور قانون نافذ کرنے والے ادارے دہشت گردی کو روکنے میں بے بس ہوگئے ہیں۔دوسری جانب اہل سنت والجماعت کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات علامہ اورنگزیب فاروقی نے اپنے بیان میں کہا کہ موجودہ حکومت ہمیں ہزاروں علماء اور کارکنان کی لاشوں کے تحفوں کے سوا کچھ نہ دے سکی۔حکومت ہمیں کوئی اور راستہ اختیار کرنے پر مجبور نہ کرے۔اہل سنت نے کوئی اور راستہ اختیار کیا تو حالات کنٹرول سے باہر ہو جائیں گے۔"

....

حضرت مولانا مفتی عبدالمجید دین پوری شہیدؒ کی ولادت خان پور ضلع رحیم یار خان میں ایک بزرگ عالم دین اور درویش صفت انسان حضرت مولانا محمد عظیم بخشؒ کے ہاں جون ۱۹۵۱ء میں ہوئی۔ابتدائی تعلیم علاقائی مدارس میں ہوئی اور اعلیٰ تعلیم کے لئے آپ نے گلشن بنوری کا انتخاب کیا اور ۱۹۷۱ء میں دورہ حدیث کی تعلیم مکمل کرکے درس نظامی سے فاتحہ فراغ پڑھا۔اس کے بعد اسی مادر علمی میں دو سال تخصص فی الفقہ کا نصاب مکمل کیا اور ۱۹۷۳ء میں مفتی کا اعزاز پاکر جامعہ سے سند فراغت حاصل کی۔کچھ عرصہ آپ نے دارالعلوم حسینیہ شہداد پور میں درس نظامی کی تدریس کی۔والد صاحب کے وصال کے بعد آپ نے خان پور کا قصد کیا اور وہاں علاقائی قرب وجوار کے مدارس میں مفت دینی تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ مطب بھی قائم فرمایا۔جامعہ اشرفیہ سکھر میں بھی کئی سال تک تدریس فرماتے رہے۔اور پھر ۱۹۹۶ء میں اپنی مادر علمی جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن تشریف لائے اور تا حال جامعہ کے دارالافتاء کی ذمہ داریاں اور جامعہ میں تدریس کے فرائض انجام دے رہے تھے۔جامعہ میں دارالافتاء اور تدریس کی ذمہ داریاں نبھانے کے باوجود کراچی کے مختلف مدارس میں آپ نے حدیث کے اسباق پڑھائے،ان مدارس میں مدرسہ الٰہیہ لیاقت آباد اور مدرسہ درویشیہ شامل ہیں۔مدرسہ درویشیہ میں آپ شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے۔اسی طرح تقریباً ۱۶رسال سے مسجد الحمراء جمشید روڈ نمبر:۱ کے آپ امام وخطیب رہے۔یوں گویا آپ نے علمی،تدریسی،افتاء اور مختلف دینی امور کی خدمت ۳۸ سال تک کی۔آپ نے پسماندگان میں بیوہ،۴ربیٹے اور ۲ربیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔حضرت مفتی عبدالمجید دین پوریؒ کے ساتھ رتبہ شہادت پر فائز ہونے والے حضرت مفتی صالح محمد کاروڑیؒ ہیں۔انہوں نے غالباً ۱۹۹۲ء میں جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن سے فراغت حاصل کی،یہیں سے تخصص فی الفقہ کیا۔اور اساتذہ نے ان میں مخفی جوہر محسوس کرتے ہوئے دارالافتاء میں ان کا تقرر کیا،جہاں انہوں نے بہت زیادہ محنت،لگن اور صبر آزما مراحل میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بہت زیادہ ترقی پائی۔آپ دارالافتاء میں حاضر دماغ مفتی کے لقب سے مشہور تھے۔آپ نے سوگواران میں ۲ربیوہ،۳ربیٹیاں اور ۴ربیٹے سوگوار چھوڑے ہیں۔اسی طرح تیسرے شہید مولانا حسان علی شاہؒ ہمارے دوست مولانا لیاقت علی شاہ صاحب مہتمم "مدرسہ درویشیہ" کے فرزند تھے،جو ابھی زیر تعلیم تھے اور ان دونوں بزرگوں کو جامعہ سے لانے اور لے جانے پر مامور تھے۔

اللہ تعالیٰ ان شہداء کے درجات کو بلند فرمائے،ہمیں اللہ پاک صبر کی توفیق عطا فرمائے اور امت مسلمہ کو ان مصائب ومشکلات سے نجات عطا فرمائے۔

....

جامعہ میں کراچی بھر کے علماء کرام کا اہم اجلاس

۶رفروری ۲۰۱۳ء بروز بدھ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے رئیس حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم کی دعوت پر کراچی بھر کے

علماء کرام کا ایک اجلاس وفاق المدارس العربیہ کے صدر استاذ العلماء حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں ملک کے امن وامان کی عمومی صورتحال بطور خاص کراچی کے حالات اور دینی طبقہ، علماء اور طلباء کے مظلومانہ قتل اور شہادتوں کی روک تھام کے بارے میں مشاورت اور قیمتی آراء کا تبادلہ ہوا، اجلاس کے اختتام پر درج ذیل اعلامیہ جاری کیا گیا:

......اعلامیہ......

”جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں جامعہ کے رئیس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کی دعوت پر دینی مدارس و جامعات کے اکابرین اور دینی جماعتوں کا نمائندہ اجلاس وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر مولانا سلیم اللہ خان صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا، اجلاس میں مفتی محمد تقی عثمانی، مولانا محمد اسفندیار خان، مفتی محمد زرولی خان، مولانا حکیم محمد مظہر، مفتی محمد، قاری محمد عثمان، مولانا اورنگزیب فاروقی، قاری عبدالمنان انور، محمد انور رانا، مولانا محمد یار، مولانا امداد اللہ، مولانا فضل محمد یوسف زئی، مولانا سعید اسکندر، مفتی رفیق احمد بالاکوٹی، مولانا احمد یوسف بنوری، قاری محمد اقبال، مولانا عبدالکریم عابد، مولانا عمر صادق، ڈاکٹر فیاض، مولانا محمد غیاث، مولانا گل محمد تالونی، قاری فیض اللہ چترالی، مولانا تاج محمد حنفی، مولانا رفیع اللہ، مفتی عبدالحمید ربانی، مفتی احمد ممتاز، مولانا حق نواز، مولانا عطاء الرحمن، مولانا لیاقت علی شاہ، مفتی عثمان یار خان، مولانا اقبال اللہ، مولانا نعمان نعیم، مولانا عبدالرحمن سندھی، مولانا عباد الرحمن، اور دیگر درجنوں علماء کرام نے شرکت کی۔

اجلاس میں شہر کراچی میں بدامنی، قتل وغارت گری، ٹارگٹ کلنگ، آئے روز بڑھتی ہوئی بدامنی، لوٹ مار، بھتہ خوری، پرچی سسٹم اور دینی مدارس پر پے درپے حملوں، طلباء اور علماء کے قتل خصوصاً جامعہ کے دارالافتاء کے صدر مفتی مولانا مفتی محمد عبدالمجید دین پوریؒ، ان کے معاون مفتی صالح محمد کاروزیؒ اور طالب علم حسان علی شاہؒ کے سفاکانہ قتل پر گہرے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے اجلاس کے شرکاء نے یہ محسوس کیا کہ سندھ حکومت اور قانون نافذ کرنے والے ادارے عام شہریوں، دینی مدارس کے طلباء اور علماء کی جان ومال، عزت وآبرو کے تحفظ میں بری طرح ناکام ہوگئے ہیں۔ شہریوں اور دینی مراکز کو دہشت گردوں اور سفاک قاتلوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ دہشت گرد جب چاہیں جسے چاہیں سرعام قتل کر دیتے ہیں، کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ شہر میں جنگل کا قانون ہے۔ حکومت اور انصاف نام کی کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ دینی مدارس جو مراکز اسلام اور علوم نبوت کی چھاؤنیاں ہیں، یہ مدارس خالص دینی تعلیم کی سرگرمی رکھتے ہیں، قانون اور آئین کے دائرے میں رہتے ہوئے علوم نبوت کی اشاعت کے عظیم کام میں شب روز مصروف عمل ہیں۔ ان مدارس کے اکابرین علمِ نبوت، علومِ قرآن پڑھاتے ہوئے تاریخ ساز خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

آئے روز ایسے عظیم اور بے ضرر انسانوں کا پے درپے قتل، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مہمانوں کا قتل عام ہے جو ہر انسان کے لئے ایک تکلیف دہ عمل ہے، جس میں بجا طور پر پوری قوم سوگوار اور غم زدہ ہے۔ ہماری اب تک کی امن پسندی کو بزدلی اور کمزوری سمجھا جانے لگا ہے۔ جبکہ اب ہمارے مدارس دینیہ کے مخلصین اور عام شہری علماء کو امید کی کرن سمجھتے ہوئے ان کی رائے کا انتظار کر رہے ہیں اور ان کے حکم کے منتظر ہیں۔ ان حالات میں علماء کرام کا یہ نمائندہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ:

ا:......کراچی میں علماء کرام، طلباء اور عام شہریوں کا قتل عام بند کرتے ہوئے ان کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے۔ علماء کرام سمیت عام شہریوں کے قاتلوں کو فوری طور پر گرفتار کر کے عبرت ناک سزا دی جائے۔ بصورت دیگر علماء کرام اور اہل مدارس اس امر پر مجبور ہوں گے کہ وہ آئندہ کسی بھی حادثہ کے بعد اپنا تعلیمی نظم، مدارس کی چاردیواری کی بجائے سڑکوں پر آکر شروع کر دیں گے اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک حکومت تحفظ کی ضمانت نہیں دے گی۔

(باقی صفحہ:۲۳پر)

کراچی دہشت گردوں کے نرغے میں!

مولانا محمد ازہر مدظلہ

ملک کی ممتاز دینی درس گاہ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے صدر مفتی حضرت مولانا عبدالمجید دین پوری، جامعہ کے نائب مفتی مولانا محمد صالح اور جامعہ درویشیہ کے خطیب وامام اور ہمارے مخلص ومہربان مولانا سید لیاقت علی شاہ کے صاحبزادے مولانا احسان علی شاہ بھی قافلہ شہداء سے جاملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

پورے ملک میں بالعموم اور کراچی میں بالخصوص علماء، طلباء، مدارس، عوام الناس سب دہشت گردوں کے نشانے پر ہیں۔ ملک کے ذہین ترین وزیرداخلہ نے دو روز قبل یہ ہوش ربا انکشاف کیا تھا کہ فروری کے آغاز میں سندھ کے دارالحکومت کراچی میں دہشت گردی اور قتل وغارت کا بازار گرم ہوجائے گا۔ انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ کراچی میں طالبان دہشت گردی نہیں کررہے بلکہ یہ سرحد پار بیٹھے دشمنوں کی منصوبہ بندی ہے، جس میں مقامی لوگوں کو بھی استعمال کیا جائے گا۔ ان کے بیان کی بازگشت ابھی کانوں میں ہی تھی کہ محدث عصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کی قائم کردہ درس گاہ کے دو اساتذہ کرام کو شہید کردیا گیا۔

کراچی میں جاری قتل وغارت پر پورا ملک افسردہ اور غمگین ہے مگر سنگ دل اور بے حس حکمران ٹس سے مس نہیں ہورہے۔ دن دہاڑے قتل ہوتے ہیں، لوگ اغواء ہوتے ہیں، ٹارگٹ کلنگ ہوتی ہے لیکن کوئی پوچھنے والا نہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے حکمرانوں کو صرف اپنی جانیں اور مال عزیز ہیں، عوام کو وہ بھیڑ بکریاں خیال کرتے ہیں۔ ان خودغرض حکمران کی نفس پرستی کا یہ عالم ہے کہ صدر آصف علی زرداری کو کسی "روحانی شخصیت" نے بتایا کہ ان کے لئے کچھ عرصہ پہاڑی علاقوں سے دور رہنا ضروری ہے۔ ضعیف الاعتقاد صدر نے مشورے پر عمل کرتے ہوئے ایوان صدر اسلام آباد سے دور کراچی اور نوڈیرو لاڑکانہ میں مسلسل قیام کا طویل ترین ریکارڈ قائم کیا۔ صدر کی اس ضعیف الاعتقادی نے قومی خزانے پر تقریباً بیس کروڑ روپے کا اضافی بوجھ ڈالا۔ ذرائع کے مطابق کراچی کے صدارتی کیمپ آفس بلال ہاؤس پر مختلف مدات میں روزانہ ۵۷ لاکھ، ۱۴ ہزار دو سو پچاس روپے کے اضافی اخراجات ہوتے رہے۔ یہ اخراجات سیکورٹی امور سمیت صدر کی غیراعلانیہ سیاسی سرگرمیوں پر خرچ ہوئے، جبکہ صدر کے کراچی میں قیام کے دوران اضافی اخراجات کے علاوہ اسلام آباد میں قصر صدارت کے اخراجات معمول کے مطابق جاری رہے۔ عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی ذات کے بارے میں حکمران اس قدر حساس ہیں کہ جھوٹی بھی پیشینگوئیوں کی بنیاد پر قومی خزانے کے کروڑوں اپنی ذات پر خرچ کرڈالتے ہیں جبکہ عوام کا یہ حال ہے کہ ان پانچ برسوں میں پیپلز پارٹی اور صوبائی حکومتوں کی طرف سے دہشت گردی سے لڑنے کا کوئی ایک قابل عمل نمونہ بھی سامنے نہیں آیا۔ اس کے برعکس جب وفاقی وزیر داخلہ کی جانب سے فروری کے آغاز میں کراچی کے حالات خراب ہونے کے بیان نے تجارتی وکاروباری حلقوں میں تشویش کی لہر دوڑادی تو محکمہ داخلہ سندھ نے بعض کالعدم تنظیموں کے خلاف فوری آپریشن اور انٹیلی جنس اداروں کے نیٹ ورک کو مضبوط کرنے کی سفارش کی۔ اس حوالے سے وزیر اعلیٰ سندھ کی زیر صدارت اجلاس میں یہ انکشاف ہوا کہ کراچی میں صرف کالعدم تنظیمیں ہی نہیں حکومت میں شامل تنظیموں کے افراد بھی دہشت گردی میں ملوث ہیں۔ دوسرے الفاظ میں دہشت گردی کو حکومتی سرپرستی حاصل ہے۔ ان حالات میں معاملات کیسے صحیح ہوسکتے ہیں؟ قتل وغارت کیوں کر رک سکتی ہے؟

پاس ....

حاصل تمنائی

کب خواص الملک میں ہے مادہ احساس کا
خون بے قیمت ہے گویا اب عوام الناس کا
وقتِ آخر جمع کرنے میں ہیں دھن ایسے مگن
قیمتی ہے ایک اک لمحہ ہمارے پاس کا

حضرت مولانا مفتی عبدالمجید دین پوری، مولانا مفتی محمد صالح اور مولانا سید حسان علی شاہ کا دور دور تک کوئی تعلق کسی عصبیت اور فرقہ واریت سے نہ تھا۔ ان کی سرگرمیوں کی جولانگاہ مدرسہ کی چار دیواری اور درس و تدریس تھی۔ مولانا مفتی عبدالمجید دین پوری وفاق المدارس کے امتحانی پرچوں کی چیکنگ کے لئے جب ملتان دفتر وفاق میں تشریف لاتے تو ان کی زیارت، ملاقات اور کچھ دیر رفاقت کا شرف حاصل ہوتا، وہ علم و عمل اور زہد و تقویٰ کے جامع تھے، تعلیم کے ساتھ طلبا کی تربیت کے لئے روز و شب کوشاں رہنے والے مخلص استاد تھے، بلاشبہ ان کی شہادت جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے لئے ایک عظیم صدمہ ہے، دکھ کی اس گھڑی میں ہمیں سوچنا چاہئے کہ علماء کا خون کب تک بہتا رہے گا، ممکن ہے ہماری نظریں ادھر ادھر بھٹکیں مگر درحقیقت اس خون ریزی کی ذمہ دار حکومت ہے۔

گزشتہ ماہ جب جامعہ احسن العلوم گلشن اقبال کراچی کے استاد مولانا محمد اسماعیل کو شہید کیا گیا تھا تو امیر جمعیت علماء اسلام مولانا فضل الرحمن نے بجا طور پر کہا تھا کہ جب تک علماء و طلبا کے قاتل منظر عام پر نہیں لائے جاتے اس وقت تک حکومت ہی ہماری قاتل ہے۔

اخبارات کے مطابق وفاقی وزیر داخلہ نے جن حالات کی طرف اشارہ کیا ہے وہ کافی عرصے سے زیر غور ہیں۔ ایسی اطلاعات ہیں کہ کراچی میں بڑے پیمانے پر حالات خراب کرانے کے بعد عام انتخابات ملتوی کرانے کا جواز تلاش کیا جائے۔ وجہ کوئی بھی ہو دینی حلقوں کی جانب سے پوری قوت سے یہ موقف اختیار کیا جانا چاہئے کہ عوام اور علماء کی جانوں کا تحفظ نہ کرسکنے والوں کو حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے، رہی بیانات کی بجائے ایسے پُرامن احتجاج کی ضرورت ہے کہ حکومت علماء کی بات سننے اور غور کرنے پر مجبور ہو جائے۔

کوئٹہ کی تازہ مثال ہمارے سامنے ہے کہ دہشت گردی کے متاثرین نے اپنے مقتولوں کی میتوں کے ہمراہ شدید سردی میں تین دن تک دھرنا جاری رکھ کر حکومت کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردیا۔ شہید علماء کے قاتلوں کی گرفتاری کے لئے بھی اسی نوع کے اتحاد و احتجاج کی ضرورت ہے، جس کے لئے قیادت کے مخلص ہونے کے ساتھ ساتھ معاملہ فہم اور جری ہونا بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مفتی عبدالمجید دین پوری، مولانا مفتی محمد صالح اور مولانا حسان علی شاہ کو اپنا قرب خاص نصیب فرمائیں اور ان کے پسماندگان کو اس سانحہ پر صبر کی توفیق عطا فرمائیں۔ مولانا سید حسان علی شاہ کے والد گرامی حضرت مولانا سید لیاقت علی شاہ صاحب بطور خاص تعزیت کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جواں سال بیٹے کی جدائی کا صدمہ سہنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۲۳ فروری ۲۰۱۳ء)

اسلام زندہ باد
فرما گئے یہ ہادی لانبی بعدی
تاجدار ختم نبوت زندہ باد
۳۲ ویں سالانہ
زیر صدارت
حضرت علامہ احمد میاں حمادی مدظلہ
خلیفہ حضرت لدھیانوی شہیدؒ
فاتح فتنہ گوہر شاہی
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ سندھ
ختم نبوت کانفرنس
مانڈی عظیم الشان
بعد نماز عشاء
بتاریخ 20 مارچ بروز بدھ 2013
بمقام ایم اے جناح روڈ جامع مسجد ختم نبوت ٹنڈو آدم
شمع ختم نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے
شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ سندھ
0235-571613
0300-3351713
0333-2881703

اخلاقِ حسنہ اور شاتمِ رسول کی سزا!

نام نہاد مفکرین ودانشوروں کا حضور (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے اخلاق کا سہارا لے کر شاتم رسول کی سزا سے انکار پر سیرت نبوی کی روشنی میں ایک تحریر

مفتی عارف محمود

اَخلاقِ حسنہ سے آراستہ ہونے کا حکم:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرتِ انسان کو جہاں اپنی ذات عالی پر ایمان لانے، اپنے نبیوں ورسولوں خاص کر امام الانبیاء والمرسلین اور خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق واطاعت کا حکم دیا ہے، وہاں پر ابنِ آدم کو اس بات کا بھی مکلف بنایا ہے کہ وہ خود کو اَخلاقِ حسنہ سے آراستہ کرے اور اَخلاقِ ذمیمہ وسیئہ سے اپنے نفس کو پاک رکھے۔

اَخلاقِ حسنہ حضور ﷺ کی صفات میں سے ہے:

اچھے اَخلاق سید المرسلین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفاتِ مبارکہ میں سے ہیں، چنانچہ امام غزالی رحمہ اللہ اسی حوالے سے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''احیاء علوم الدین'' میں فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''اچھے اخلاق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت اور صدیقین کے اعمال میں سے افضل عمل ہے، اور وہ (اَخلاقِ حسنہ) نصفِ دین ہے اور نیک لوگوں اور عبادت گزاروں کے مجاہدے کا ثمرہ ہے۔''

اَخلاقِ حسنہ کے نصفِ دین ہونے کا مطلب:

اَخلاقِ حسنہ کے نصفِ دین ہونے کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ زبیدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اچھے اخلاق کا نصفِ دین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اچھے اخلاق سے دل کو طہارت وپاکیزگی حاصل ہوتی ہے، جب دل طاہر وپاکیزہ ہوجاتا ہے تو نورانیت میں بڑھوتری ہوجاتی ہے، جس کے نتیجے میں شرح صدر ہوجاتا ہے، یہی انشراح قلب دینی احکام کے اسرار کو سمجھنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے تو اخلاق حسنہ اس اعتبار سے نصفِ دین ہے۔ (اتحاف سادۃ المتقین)

اخلاقِ نبوی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام):

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کو بیان کرتے ہوئے اللہ ربُّ العزت قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

> آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ اور حسنِ سلوک سے متاثر ہوکر غیر مسلم اسلام قبول کیا کرتے تھے

''وَ إِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ.''

(القلم:۴)

ترجمہ: ''اور بے شک آپ اخلاق (حسنہ) کے اعلیٰ پیمانے پر ہیں۔''

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ ''معارف القرآن'' میں اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق خود قرآن ہے یعنی قرآن کریم جن اعلیٰ اعمال واخلاق کی تعلیم دیتا ہے آپ ان سب کا عملی نمونہ ہیں۔''

مکارمِ اخلاق کی تکمیل بعثت نبوی کے مقاصد میں سے ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد میں سے ایک مقصد مکارم اخلاق کی تکمیل بھی ہے، چنانچہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بعثت لأتمم مکارم الأخلاق.''

ترجمہ: یعنی مجھے اس کام کے لئے بھیجا گیا ہے کہ میں اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کروں۔

حضور ﷺ کے اخلاق احادیث کی روشنی میں:

کتب حدیث میں سینکڑوں احادیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سے متعلق مروی ہیں، یہاں ہم نمونہ کے طور پر چند کا تذکرہ کرتے ہیں:

بخاری شریف میں ہے کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ فحش گوئی کی عادت تھی اور نہ ہی آپ قصداً فحش گوئی کرتے تھے۔''

ترمذی شریف کی روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ فحش گو تھے، نہ فحش کے پاس جاتے تھے، نہ بازاروں میں شور وشغب کرتے تھے، برائی کا بدلہ کبھی برائی سے نہیں دیتے تھے، بلکہ معافی اور درگزر کا معاملہ فرماتے تھے۔''

بخاری شریف ہی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گالی گلوچ کرنے والے، بدگوئی کرنے والے اور لعنت کرنے والے نہیں تھے، ہم میں سے کسی سے ناراض ہوتے (تو اس کے اظہار کے لئے) فرماتے: اس کو کیا ہوا! اس کی پیشانی خاک آلود ہوجائے۔''

رسول اللہ ﷺ کی تربیت کا انداز

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس اعلیٰ پیمانے پر اخلاق کی تعلیم دی، اس کا اندازہ بخاری شریف کی اس روایت سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب شروع کردیا، لوگ اس کی طرف روکنے کے لئے بڑھے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو پیشاب کرنے سے نہ روکو، پھر ایک ڈول پانی منگوایا اور اس پر بہایا۔

اخلاق نبوی سے متاثر ہوکر غیر مسلموں کا اسلام قبول کرنا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ اور حسن سلوک سے متاثر ہوکر غیر مسلم اسلام قبول کیا کرتے تھے، چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں علامہ بیہقی کی دلائل النبوۃ کے حوالہ سے ایک روایت میں ایک یہودی کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق کا واقعہ نقل کیا گیا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''ایک یہودی تھا جس کو ''فلاں عالم'' کہا جاتا تھا (یعنی وہ یہود کے بڑے علماء میں سے تھا) اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چند دینار قرض تھے، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: اے یہودی! میرے پاس کچھ نہیں کہ تجھے دوں، اس نے کہا: محمد! میں اس وقت تک آپ سے جدا نہ ہونگا جب تک آپ میرا قرض ادا نہ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا! میں تیرے پاس بیٹھ جاتا ہوں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سامنے بیٹھ گئے۔ (اور اسی مقام پر) ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور پھر صبح کی نماز پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابؓ اس یہودی کو دھمکاتے تھے اور نکال دینے کا خوف دلاتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کو محسوس کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو اس سے منع فرمایا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ایک یہودی آپ کو روک سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے رب نے مجھے منع کیا ہے کہ میں اس شخص پر ظلم کروں جو ہماری پناہ میں ہے، یا جو ہماری پناہ میں نہیں۔

پھر جب دن چڑھا، یہودی نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، میرے مال کا آدھا حصہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے، خدا کی قسم! میں نے آپ کے ساتھ جو معاملہ کیا وہ محض اس لئے کیا تاکہ میں دیکھوں کہ آپ کی جو صفات تورات میں مذکور ہیں، وہ آپ میں پائی جاتی ہیں یا نہیں؟ تورات میں لکھا ہے: محمد بن عبداللہ مکہ میں پیدا ہوگا، طیبہ کی طرف ہجرت کرے گا اور اس کی حکومت شام میں ہوگی، وہ بدزبان وسنگ دل نہ ہوگا

لوگوں کی بداخلاقی اور بُرے سلوک کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر وتحمل اور خوش اخلاقی، لاجواب وبے مثال تھی

اور نہ بازاروں میں شور مچانے والا، اور نہ فحش گوئی اس میں ہوگی اور نہ وہ بے ہودہ بات کہنے والا ہوگا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، یہ میرا مال موجود ہے، خدا کے حکم سے جہاں اس کو چاہیں خرچ فرمائیے۔

لوگوں کی بداخلاقی پر حضور ﷺ کا صبر وتحمل:

لوگوں کی بداخلاقی اور بُرے سلوک کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر وتحمل اور خوش اخلاقی، لاجواب وبے مثال تھی۔ مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے جارہا تھا، آپ نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے، جس کے کنارے موٹے تھے، راستے میں آپ کو ایک دیہاتی ملا، جس نے آپ کی چادر کو پکڑ کر اس قدر سختی سے اپنی طرف کھینچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سینہ کے قریب ہوگئے، میں نے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کے کنارے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن پر نشان ڈال دیا تھا۔ پھر اس دیہاتی نے کہا: اے محمد! تمہارے پاس خدا کا مال ہے، اس میں سے مجھ کو کچھ دلوائیے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا، مسکرائے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کچھ دینے کا حکم دیا۔

اہل ایمان اور اتباع سیرت نبوی کا تقاضا:

ایک مسلمان کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات، آپ کی سنت وسیرت، آپ کے اخلاق حسنہ، اوصاف حمیدہ اور زندگی گزارنے کی ایک ایک ادا اس طرح قابل تقلید اور محبوب ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی طرف نگاہ اٹھانے کی اس کا ایمان ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ زندگی کے تمام شعبوں اور پہلوؤں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ایک مکمل اسوۂ حسنہ ہے۔

شاتم رسول، ہمارے حکمرانوں اور میڈیا کا رویہ:

بعض لوگ جن کا تعلق قلم وقرطاس سے ہے، جو پیٹ اور چند سکوں کی خاطر ضمیر وقلم فروشی سے بھی دریغ نہیں کرتے، ملک عزیز کے حکمران جن کو اپنی کرسی تمام چیزوں سے زیادہ عزیز ہے اور چند دانشوران ملت (جن کا کام ہی مسلمانوں میں اسلامی تعلیمات کے حوالے سے شکوک وشبہات پیدا کرنا ہے) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کے بعض واقعات کا سہارا لے کر یہ پروپیگنڈہ کررہے ہیں کہ اگر کوئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں گستاخی کرے، تو مؤاخذہ میں قتل نہیں کیا جائے گا، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لیا۔ (جاری ہے)

جناب قاضی حسین احمد اور تحریک ختم نبوت

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

جناب قاضی حسین احمد سابق امیر جماعت اسلامی سے دسیوں ملاقاتیں رہیں۔ بندہ ۱۹۹۰ء میں لاہور تبدیل ہوکر گیا، تو ایک مشترکہ پروگرام جس میں مجلس کی نمائندگی راقم الحروف نے کی۔ پروگرام سے فراغت کے بعد بندہ نے قاضی صاحب سے مصافحہ کے بعد درخواست کی کہ آپ کا پس منظر علمی ہے۔ آپ کے والد محترم دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے، آپ کے جماعت اسلامی کا امیر بننے کی خوشی ہوئی، لیکن ایک چھوٹا سا گلہ بھی ہے، فرمانے لگے کیا؟ راقم الحروف نے کہا کہ آپ الحمدللہ! تحریک ختم نبوت کا حصہ ہیں اور مجلس عمل تحفظ ختم نبوت میں شامل تمام جماعتیں بشمول جماعت اسلامی قادیانیت کی ریشہ دوانیوں کے خلاف متحد و متفق ہیں، لیکن آپ کے پروگرام کی ایڈورٹائزنگ شیزان لمیٹڈ کررہی ہے، جو قادیانیوں کو سالانہ کروڑوں روپے مہیا کرتی ہے اور قادیانیوں کے محرف قرآن کی اشاعت میں لاکھوں روپے خرچ کرتی ہے۔ فرمانے لگے: مجھے معلوم نہ تھا کیونکہ یہ شعبہ حافظ سلمان بٹ کے سپرد ہے، میں اسے بلاکر تنبیہ کروں گا کہ آئندہ کے لئے قادیانیوں کو چھتری مہیا نہ کریں۔

ایک ملاقات میں اس افسوس کا اظہار کرنے لگے کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ کی طرف منسوب ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس کا نام ''فتنہ مودودیت'' رکھا گیا ہے جبکہ میں نے وہ کتاب ساری پڑھی ہے کہیں بھی حضرت شیخؒ نے مودودی صاحب کے متعلق فتنہ کا لفظ استعمال نہیں کیا۔

مجلس میں سے کسی ساتھی نے کہا کہ کتاب کے مندرجات تو مودودی صاحب کے تفردات کے خلاف ہیں۔ اس لئے ناشر نے ''فتنہ مودودیت'' نام رکھ دیا ہو۔ اس پر قاضی صاحب نے کہا کہ علماء کرام کا ایک بورڈ بنادیں جو مودودی صاحب کی قابل اعتراض عبارتوں کی نشاندہی کردے تو جماعت وہ عبارتیں تبدیل کرنے پر غوروفکر کرسکتی ہے۔

۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں قاضی صاحب مجلس کے شانہ بشانہ تھے، مجلس کے سابق مرکزی امیر خواجہ خواجگان مولانا خان محمد نوراللہ مرقدہ کا قلب وجگر سے احترام کرتے۔

جماعت اسلامی کا امیر بننے کے بعد جب بھی چناب نگر کانفرنس کی یا کسی اور جماعتی پروگرام میں شرکت کی دعوت دی تو فرماتے کہ میرے سیکریٹری سے رابطہ کرلیں اگر یہ ٹائم پہلے سے کہیں دیا ہوا نہیں تو انشاء اللہ العزیز ضرور حاضری دوں گا۔ چنانچہ اگر پروگرام پہلے سے طے شدہ نہ ہوتا تو ضرور تشریف لاتے۔

اللہ پاک نے انہیں امت کے غم میں دھڑکتا ہوا دل عنایت فرمایا تھا، جہاں کہیں کوئی فرقہ وارانہ واقعہ ہوتا تو فوراً فریقین کو ایک میز پر بٹھلا کر اس کے ازالہ کی کوشش کرتے۔ چنانچہ ملی یکجہتی کونسل کا قیام اسی غرض کے لئے معرض وجود میں لایا گیا۔ موصوف نے سنی اور شیعہ عمائدین کو ایک اسٹیج پر بٹھلا کر انہیں ملک و ملت کے مفاد کے لئے صلح وصفائی پر آمادہ کیا اور ضابطہ اخلاق ترتیب دیا گیا، جس میں ایک دوسرے کی دل آزاری، صحابہؓ واہلبیت کرامؓ میں سے کسی بھی بزرگ کی شان میں گستاخی کو قابل تعزیر جرم قرار دیا گیا۔ بندہ ان اجلاسوں میں شریک ہوا، جن میں مولانا ضیاء القاسمیؒ، مولانا ضیاء الرحمن فاروقیؒ، علامہ ساجد نقوی، مرید احمد یزدانی شریک ہوتے تھے۔ بہرحال ان کی مساعی جمیلہ سے فرقہ وارانہ تصادم میں کمی واقع ہوئی اور قیمتی جانیں کشت وخون کی نذر ہونے سے بچیں۔

وہ بائیس سال تک جماعت اسلامی کے امیر رہے، انہوں نے جماعت کو ایک مخصوص خول سے نکال کر عوامی جماعت بنایا، خدا کرے ان کے جانشین اسی ڈگر پر جماعت کو چلائے رکھیں۔

متحدہ مجلس عمل کے قیام اور اسے سیاسی اتحاد بنانے کے لئے ان کا کردار ایک کھلی ہوئی کتاب ہے۔ اس کا کریڈٹ جہاں علامہ شاہ احمد نورانی، مولانا فضل الرحمن کو جاتا ہے، وہاں قاضی صاحب کی خدمات بھی رہتی دنیا تک یاد رکھی جائیں گی۔

۲۶ ستمبر ۲۰۱۲ء کو جماعت الدعوۃ کے زیر اہتمام اسلام آباد ہوٹل اسلام آباد میں ناموس رسالت کے حوالہ سے ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس میں پہلی نشستوں پر مولانا فضل الرحمن، مولانا سمیع الحق، قاضی حسین احمد، علامہ محمد احمد لدھیانوی، شیخ رشید احمد، سید منور حسن، جنرل حمید گل، حافظ محمد سعید

سمیت قومی راہنما موجود تھے۔ دوسری نشستوں میں دیگر جماعتوں کے راہنما صف دوم، سوم کی قیادت موجود تھی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ، مولانا محمد طیب اور راقم الحروف نے کی۔ تمام قائدین نے اپنے اپنے موقع پر اظہار خیال کیا۔ شیعہ کی نمائندگی علامہ علی غضنفر کراروی، آغا مرتضیٰ پویا، سید توبہار شاہ کر رہے تھے۔ بیانات میں شیعہ کی نمائندگی نہ ہوئی تو قاضی صاحب نے آغا مرتضیٰ پویا کا نام لیا کہ وہ شیعہ کمیونٹی کی نمائندگی کریں گے۔ پویا نے کوئی ایسی بات کہہ دی جو موقع کی مناسبت سے غلط تھی تو اس پر مولانا فضل الرحمن نے انہیں ٹوکا وہاں قاضی حسین احمد نے بھی کہا: پویا صاحب! مجھے آپ سے یہ توقع نہ تھی کہ آپ ایسی الٹی پلٹی بات کریں گے۔

غرضیکہ وہ موقع کی مناسبت سے گفتگو کرتے اور موضوع پر گفتگو کرتے۔ علامہ اقبال کی شاعری انہیں ازبر تھی، وہ موقع کی مناسبت سے اشعار پڑھ کر مجلس کو کشت زعفران بنا دیتے، جس پر انہیں خوب داد ملتی۔

پرویز مشرف کے دور میں جب کمپیوٹرائز پاسپورٹ بن رہے تھے تو اس میں مذہب کا خانہ اڑا دیا تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے خواجہ خواجگان حضرت اقدس مولانا خان محمد نور اللہ مرقدہ کی قیادت میں مذہب کے خانہ کی بحالی کی تحریک چلائی، تو قاضی صاحب صف اول کے قائدین میں سے تھے۔

مجلس عمل نے اسلام آباد لانگ مارچ کا اعلان کیا تو مجلس عمل کے قائدین میں سے مولانا عبدالغفور حیدری، جناب قاضی حسین احمد، ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر، مولانا عبدالمالک خان اسٹیج پر تھے تو مولانا عبدالمالک خان نے شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کو مظاہرہ کی کامیابی کی مبارکباد پیش کی اور قاضی صاحب سے کہا کہ مولانا اللہ وسایا کی دستار بندی کرادیں۔ تو قاضی صاحب نے مولانا عبدالمالک خان کا رومال مولانا کو بندھوا کر عملاً یہ اعلان کیا کہ اس بارات کے دولہا مولانا اللہ وسایا ہیں اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس کی روح رواں ہے۔

۲۰۱۰ء میں جب گستاخ رسول ایکٹ ختم کرنے کا حکومت نے پروگرام بنایا تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے تمام جماعتوں کو اسلام آباد کے ایک ہوٹل میں جمع کیا اور ”دفاع ناموس رسالت کمیٹی“ کی تشکیل کی گئی اور احتجاجی پروگرام بنائے گئے تو اس موقع پر قاضی حسین احمد نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قائد تحریک ختم نبوت حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نے تمام مکاتب فکر کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی یاد تازہ کر دی ہے اور کھل کر مجلس اور قائدین مجلس کو خراج تحسین پیش کیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فضل وکرم فرمایا اور تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔

سابق وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی کے دستخطوں سے ستائیس صفحات کی ایک سمری تیار کر کے مجلس عمل اور ناموس رسالت کمیٹی کے مرکزی راہنما مولانا فضل الرحمن مدظلہ کو پیش کی۔ غرضیکہ قاضی حسین احمد تحریک ختم نبوت کے مرکزی قائدین میں سے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

☆☆.............☆☆

تاریخی ختم نبوت کانفرنس گوجرانوالہ اتحاد بین المسلمین اور دفاع ناموس رسالت کیلئے سنگ میل ہوگی

گوجرانوالہ.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف مجددی، قاری منیر احمد، حافظ محمد یوسف عثمانی، مولانا محمد عارف شامی، بابر رضوان باجوہ اور مولانا مراد اللہ نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایک منصوبہ کے تحت کراچی میں علماء کرام، دینی مدارس کے طلباء اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین اور رہنماؤں کو ٹارگٹ کلنگ کے ذریعہ شہید کیا جا رہا ہے اور حکمرانوں کی پیشانی پر کوئی بل نہیں آتا۔ حال ہی میں کراچی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد اجمل شاہین اور سید کمال شاہ کو فائرنگ کر کے شہید کر دیا گیا۔ قبل ازیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مولانا مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا مفتی محمد جمیل خان، مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا مفتی سعید احمد جلال پوری، ان کے صاحبزادے حافظ محمد حذیفہ، مولانا مفتی فخر الزمان اور عبدالرحمن سرکی کو شہید کیا گیا جن کے قاتل آج تک گرفتار نہیں کئے گئے۔ علاوہ ازیں چناب نگر (ربوہ) میں قادیانی نوجوان ناکے لگا کر چناب نگر کے باسی مردوں اور عورتوں کے لئے مسائل پیدا کرتے ہیں۔ چناب نگر میں قادیانیوں کی اپنی پولیس (خدام الاحمدیہ) اپنی خفیہ پولیس (لجنہ اماء اللہ) اپنی سول اسٹیٹس عدالتیں، ہائی اور سپریم کورٹس ہیں اپنے اسٹامپ پیپرز بنا کر انہوں نے اسٹیٹ انڈر اسٹیٹ بنا کر حکومتی رٹ کو چیلنج کیا ہوا ہے، ملک بھر میں مسلمانوں کی وقف کردہ جائیدادیں مسلم اوقاف اور غیر مسلموں کی غیر مسلم اوقات کے تحت حکومت نے اپنی تحویل میں لی ہوئی ہیں، جبکہ قادیانیوں کے اوقاف ان کی اپنی تحویل میں ہیں، لہٰذا انہیں محکمہ اوقاف کے تحویل میں لیا جائے۔ اس قسم کے مسائل پر قومی سطح پر غور کرنے اور آئندہ لائحہ عمل کا اعلان کرنے کے لئے ۲۷ اپریل کو منی اسٹیڈیم شیخوپورہ اسٹاپ گوجرانوالہ میں بین الاضلاعی سطح پر عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا جس میں قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن، مولانا عبدالغفور حیدری، لیاقت بلوچ، پروفیسر علامہ ساجد میر، قاری زوار بہادر، ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر، مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری سمیت تمام مکاتب فکر کے علماء کرام، مشائخ عظام، دینی وسیاسی راہنماؤں، ایم این ایز، ایم پی ایز اور سینیٹرز کو دعوت دینے کے لئے نیز کانفرنس کے انتظامات کے لئے کمیٹیاں قائم کر دی گئیں ہیں اور انہوں نے اپنا کام شروع کر دیا ہے۔ یہ کانفرنس اتحاد بین المسلمین اور دفاع ناموس رسالت کے لئے سنگ میل ہوگی۔

چناب نگر میں آٹھ گھنٹے!

پروفیسر ضیاء الرحمٰن

عالمی مجلس احرار اسلام کی طرف سے وقاص احمد نے فون پر استفسار کیا: ’’۱۲ ربیع الاول کو مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام چناب نگر (ربوہ) میں سالانہ جلسہ ہو رہا ہے، کیا آپ چلیں گے؟ یہ فون اور استفسار میرے لئے کوئی نیا نہیں تھا، میں گزشتہ چار سال سے مسلسل اس پروگرام کی صرف کوریج کے لئے ہی نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر بطور ایک مسلمان کے سعادت سمجھ کر شرکت کر رہا ہوں، وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ سیرت کا جلسہ اس علاقے میں ہوتا ہے جو ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر نقب زنی کرنے والے قادیانی ٹولے کا گڑھ ہے۔

اس بار بھی میں فوراً تیار ہو گیا اور فون پر جواب دیا کہ انشاء اللہ ضرور چلوں گا، یہ سن کر وقاص احمد نے کہا کہ: ۲۵ رجنوری ۲۰۱۳ء بروز جمعہ صبح ۷ بجے گاڑی آپ کو لینے پہنچ جائے گی۔‘‘ طے شدہ پروگرام کے مطابق ۲۵ رجنوری کو ہم صبح ۷ بجے چناب نگر کی طرف روانہ ہو گئے، ٹویوٹا ہائی ایس گاڑی میں میرے علاوہ ممتاز صحافی محترم سیف اللہ خالد کالم نگار یونس عالم کے ساتھ اسلام آباد کے علماء کرام مولانا ظہور احمد علوی، مولانا عبدالوحید قاسمی، مولانا ثناء اللہ غالب، مولانا صلاح الدین، مولانا غلام محمد جاوید، مولانا عابد شبلی، مدثر لطیف اور ساجد علی بھی موجود تھے۔ چار گھنٹے کی مسافت کے بعد ہماری گاڑی نے چنیوٹ کی طرف دریائے چناب کو عبور کیا۔

دریائے چناب پر بنے آر سی سی پل سے کچھ آگے ٹول پلازا آتا ہے، یہاں سے نبی آخرالزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے منکرین مرزائیوں یا قادیانیوں کی ریاست شروع ہوتی ہے۔ ٹول پلازا سے گزریں تو سڑک کے دائیں طرف ان قادیانیوں کا قبرستان ہے، اس قبرستان کے دو حصے ہیں، ایک حصے میں عام قادیانی دفن ہیں، جن کی قبروں کی حالت انتہائی عبرتناک ہے، اکثر قبریں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں اور یہاں چار دیواری، روشنی اور صفائی کا کوئی انتظام موجود نہیں۔ قادیانیوں کے اس عام قبرستان کے ساتھ وسیع و عریض چار دیواری ہے، جس نے ایک بڑے رقبے پر حصار کھینچ رکھا ہے، چار دیواری کے اندر موجود اس قبرستان کو قادیانی ’’بہشتی مقبرہ‘‘ کہتے ہیں، اس مقبرے کو قادیانی معاذ اللہ ’’جنت البقیع‘‘ سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اس ’’بہشتی مقبرہ‘‘ میں وہ لوگ دفن کئے جاتے ہیں جو قادیانی جماعت کو سالانہ لاکھوں روپے کا ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ قادیانی اس قبرستان میں دفن لوگوں کو ’’جنتی‘‘ تصور کرتے ہیں۔ اس مقبرے کے اندر ایک اور خصوصی احاطہ ہے، جہاں مرزا بشیر الدین محمود، مرزا ناصر احمد اور ان کی بیگمات دفن ہیں۔ ان کی قبروں کے کتبوں پر پہلے (نعوذ باللہ) ’’رضی اللہ عنہ‘‘ اور ’’رضی اللہ عنہا‘‘ لکھا ہوا تھا، بعدازاں مسلمانوں کے شدید احتجاج پر یہ تحریریں مٹادی گئیں۔

’’بہشتی مقبرہ‘‘ میں تمام قبریں ایک ترتیب سے بنائی گئی ہیں۔ یہاں صفائی، روشنی اور حفاظت کا خصوصی انتظام کیا گیا ہے۔ مسلح اہلکار ہر وقت اس مقبرہ کی حفاظت کے لئے موجود رہتے ہیں۔ قادیانیوں کی ہائی کمان کی طرف سے خصوصی اجازت کے بغیر کسی کو اس قبرستان میں جانے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ چنیوٹ سے آتے ہوئے یہاں موجود ٹول پلازا کی بائیں جانب مسلم کالونی واقع ہے، جہاں آباد لوگوں کی اکثریت مسلمان ہے، جبکہ اس آبادی میں قادیانیوں کے گھر بھی کافی تعداد میں موجود ہیں۔ اسی مسلم کالونی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مسجد، مدرسہ اور دفتر بھی واقع ہے۔ چناب نگر میں داخل ہوتے وقت میرے دل میں پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جوش مار رہی تھی اور ہلکی آواز میں میری زبان پر یہ نعرہ جاری تھا: ’’فرما گئے یہ ہادی۔ لا نبی بعدی‘‘

جس وقت ہماری گاڑی چناب نگر کے مرکزی بازار میں داخل ہوئی، دن کے گیارہ بج رہے تھے۔ قادیانیوں کے قصر خلافت بیت محمود اور اقصیٰ چوک سے گزر کر ہماری گاڑی مجلس احرار اسلام کی مسجد کے سامنے جا رکی، جہاں جلسہ اپنے عروج پر تھا اور ہزاروں لوگوں کی چہل پہل دکھائی دے رہی تھی۔ یہاں سڑک کے ایک طرف شامیانے لگا کر عارضی طور پر میڈیکل کیمپ، رضا کار کیمپ اور انفارمیشن کیمپ قائم کئے گئے تھے جبکہ سڑک کی دوسری جانب پارکنگ کے علاوہ کتب کے اسٹال اور عام شرکاء کے لئے کھانے کا بڑا شامیانہ لگایا گیا تھا۔ مرکز کے مین

گیٹ پر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے نواسے حضرت مولانا سیّد کفیل شاہ صاحب بخاری اور مجلس احرار کے جنرل سیکریٹری محترم عبداللطیف خالد چیمہ بہت سے سرخ پوش کارکنوں کے ہمراہ استقبال کے لئے موجود تھے، علیک سلیک کے بعد ہمیں ایک کمرے میں لے جایا گیا، اس کمرے میں امیر شریعتؒ کے صاحبزادے حضرت مولانا سیّد عطاء المہیمن شاہ بخاری صاحب سے بھی یادگار ملاقات ہوئی۔ حضرت کی شخصیت میں عاجزی، انکساری اور تواضع گویا کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ ابھی شاہ جی سے ہماری گفتگو کا سلسلہ جاری ہی تھا کہ فرشی دسترخوان پر کھانا لگادیا گیا، کھانا کھا کر ہم بھی جلسہ میں شریک ہوگئے، جلسہ میں ایم پی اے حضرت مولانا الیاس چنیوٹی، ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، مولانا عبدالوحید قاسمی، مولانا محمد مغیرہ سمیت متعدد ممتاز علماء کرام نے اپنے خطبات اور تقاریر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور ختم نبوت کو مفصل اور ایمان افروز پیرائے میں بیان کیا۔

ہمارے پیارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اس قدر بلند وارفع ہے کہ اپنے تو اپنے غیر مسلم بھی بارگاہ رسالت میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ عربی زبان کا مقولہ ہے کہ: "والفضل ماشہدت بہ الاعداء" یعنی کسی کی بڑائی، فضیلت یا کمال تو یہ ہے کہ دشمن اور مخالف بھی اس کے معترف ہوں۔ دنیائے کفر کے بڑے بڑے دانشور، مصلح، شاعر اور مورخ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وعظمت کو بیان کرتے نہیں تھکتے، کاؤنٹ ٹالسٹائی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کرتے ہوئے کہا:

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا طرز عمل، اخلاق وکردار دنیا میں سب سے بلند تر ہے، ان کی تبلیغ ودعوت سچائی اور حق پر مبنی تھی۔"

ایک انگریز دانشور وجان ڈیوڈ پورٹ کہتا ہے:

"اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دنیا کے تمام فاتحین میں ایک بھی ایسا نہیں جس کی زندگی کے حالات وواقعات محمد کے وقائع حیات سے زیادہ مفصل اور سچے ہوں۔"

عیسائیوں کا مذہبی پیشوا فادر ولیم یہ کہنے پر مجبور ہوا:

اسلام امن وسلامتی کا مذہب ہے، جو لوگ کہتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسلام کو تلوار کے ذریعے پھیلایا، انہیں یقیناً اسلام کی تاریخ سے آگاہی نہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مال ودولت یا حسب ونسب اور رنگ کی بنیاد پر انسانوں کے درجے قائم کرنے کی مخالفت کی اور دنیا سے غلام وآقا اور مفلس ومالدار کے فرق کو ختم کرڈالا، دنیا کو چاہئے کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات سے سبق سیکھے۔"

بھارت کے عظیم سیاسی رہنما مہاتما گاندھی ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"دنیا اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی کہ ایک روشن ستارہ مشرق سے چمکا اور اس نے دنیا کو امن، دوستی اور محبت کا پیغام دیا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سیرت کے مطالعہ سے میرے اس عقیدے میں مزید پختگی اور استحکام آگیا ہے کہ اسلام نے تلوار کے زور پر دنیا میں رسوخ حاصل نہیں کیا، بلکہ پیغمبر اسلام کی انتہائی بے نفسی، عہدو پیمان کا انتہائی احترام اپنے رفقاء اور متبعین کے ساتھ گہری وابستگی اللہ کی ذات پر کامل بھروسہ اور اپنے مقصد اور حکم الٰہی کی صداقت پر کامل اعتماد ہی درحقیقت دین اسلام کی کامیابی کے حقیقی اسباب تھے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی ذات میں شرافت، دیانت، امانت، صداقت، متانت، حیاء، جرأت اور عزم کا پیکر تھے۔ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والے انسان کے پاس ان کا احترام کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔"

اسی طرح ہندو شعراء بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت بھیجنے میں پیچھے نہیں رہے۔ فراق گورکھپوری کہتا ہے:

"میرا اٹل ایمان ہے کہ پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہستی بنی نوع انسان کے لئے ایک رحمت تھی۔ انہوں نے تاریخ وتمدن، تہذیب واخلاق کو وہ کچھ دیا جو شاید ہی کوئی اور بڑی ہستی دے سکی ہو۔"

معروف ہندو شاعر کالکا پرشاد کہتا ہے:

گر شمس وقمر کو کوئی آنکھوں پہ اٹھالے
اور دولت کونین کو دامن میں چھپالے
کالکا پرشاد سے پوچھے کہ تُو کیا لے
نعلین محمد کو وہ آنکھوں سے لگالے

ایک سکھ شاعر کنور مہندر سنگھ بیدی یوں اپنی محبت اور عقیدت کا اظہار کرتا ہے:

عشق ہوجائے کسی سے کوئی چارہ تو نہیں
صرف مسلم کا محمد پہ اجارا تو نہیں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وعظمت صرف انہی نامور غیر مسلموں نے بیان نہیں کی، بلکہ یہاں فقط نمونے کے طور پر چند لوگوں کے جذبات اور خیالات کو بیان کرکے یہ بتانا مقصود ہے کہ صرف اپنے ہی نہیں بلکہ پرائے بھی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وفضیلت کے معترف ہیں۔

علمائے کرام کی تقاریر کے نوٹس بنانے کے بعد میں چناب نگر میں قادیانیوں کے رہائشی علاقوں کا

جائزہ لینے کے لئے نکل کھڑا ہوا، چناب نگر میں آوارہ گردی کرتے ہوئے میں نے دیکھا کہ یہاں کی گلیاں اور سڑکیں خستہ حال ہیں، لیکن قادیانیوں کے مکانات عالیشان اور نت نئے ڈیزائن کے حامل ہیں۔ چناب نگر کی کل آبادی تقریباً ۶۵ ہزار نفوس پر مشتمل ہے، جن میں ۵۰ ہزار قادیانی اور ۱۵ ہزار مسلمان ہیں۔ کالی وردی میں ملبوس قادیانیوں کی نجی سیکورٹی فورس کے اہلکار رات کو بالخصوص اور دن کو بالعموم قادیانیوں کی رہائشی آبادیوں کا پہرہ دیتے ہیں۔ قادیانی یہاں کے مسلمانوں سے زمینیں خریدنے کے لئے اس قدر بڑی بولی لگاتے ہیں جو تصور سے باہر ہوتی ہے۔ چناب نگر کے مضافاتی علاقے میں جہاں گیس، بجلی اور پانی سمیت کوئی بھی قابل ذکر سہولت میسر نہیں، وہاں فی مرلہ زمین کی قیمت ۴ سے ۵ لاکھ روپے دے کر دھڑا دھڑ مسلمانوں سے زمین خریدی جارہی ہے۔ اس طرح قادیانی آہستہ آہستہ مسلمانوں کو چناب نگر سے بے دخل کرتے چلے جارہے ہیں جو کہ یہاں کے مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

چناب نگر میں قائم سرکاری تعلیمی اداروں میں مسلمانوں اور قادیانیوں کے بچے اکٹھے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ان تعلیمی اداروں کے پرنسپل اور اساتذہ سب مسلمان ہیں۔ اسی طرح یہاں جتنے بھی سرکاری دفاتر ہیں، ان کے سربراہ مسلمان ہیں لیکن نچلا عملہ مکس ہے۔ البتہ یہاں کے تجارتی سیٹ اپ میں مسلمانوں کی حالت انتہائی خستہ ہے۔ ہر قسم کی دکانیں، ہوٹل اور پلازے قادیانیوں کے ہیں جبکہ مسلمان صرف پھل اور سبزی کی ریڑھیاں لگاتے ہیں۔

یہاں میں نے مخصوص صحافتی طریقوں سے جو معلومات حاصل کیں، اس کے مطابق قادیانی آئین کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے ملک بھر میں سرعام دعوت وتبلیغ کی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں اور مبینہ طور پر ان کو وفاقی وصوبائی حکومتوں کے کلیدی عہدوں پر فائز کچھ شخصیات کی بھرپور سرپرستی حاصل ہے۔ یہاں چناب نگر میں ایک باقاعدہ ریاست کی طرح ایوان صدر، ایوان وزیر اعظم، محکمہ داخلہ وخارجہ، محکمہ امور عامہ، محکمہ اصلاح وارشاد، محکمہ بیت المال، محکمہ تعلیم سمیت زراعت، صنعت و تجارت، عدلیہ جیسے متعدد محکمے قائم کئے گئے ہیں۔ کسی بھی محکمہ کا سربراہ قادیانیوں کا نام نہاد خلیفہ خود منتخب کرتا ہے اور ہر محکمے کا ناظم براہ راست اسی کو جواب دہ ہوتا ہے۔ قادیانیوں کی ذیلی تنظیمیں خدام الاحمدیہ تحریک جدید، وقف احمدیہ، اشاعت انصار اللہ اور اشاعت اطفال الاحمدیہ، وناصرات الاحمدیہ وغیرہ نے ملک بھر میں اپنا نیٹ ورک قائم کررکھا ہے۔ سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکا دے کران سے ”جماعت احمدیہ“ کا رکنیت فارم پُر کروایا جاتا ہے اور پھر ان مسلمانوں کو ملازمتیں دلوانے یا شادی کا جھانسا دے کر قادیانی بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بہت سے ایسے واقعات بھی سننے کو ملے کہ قادیانی مسلمانوں کے ساتھ تعلقات بنا کر بعد میں ان کو مختلف حوالوں سے بلیک میل بھی کرتے ہیں اور ان کو اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ یہ بات بھی افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہی ہے کہ مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد ان قادیانیوں سے مادی فوائد کے حصول کے لئے ان کی آلۂ کار بنتی جارہی ہے۔

نماز جمعہ کے بعد مجلس احرار کے مرکز سے حسب سابق عاشقان رسول کا عظیم الشان جلوس قادیانیوں کے مرکز بیت محمود کی طرف روانگی کے لئے تیار تھا، یہ جلوس بڑی شان وشوکت سے چلتا ہوا ساڑھے تین بجے ایوان محمود کے سامنے پہنچا۔ اس دوران چناب نگر کے تمام بازار اور کاروباری مراکز بند رکھے گئے تھے۔ یہاں فرزند امیر شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء المہیمن شاہ بخاری، حضرت مولانا سیّد کفیل شاہ بخاری، مولانا محمد مغیرہ اور عبداللطیف خالد چیمہ نے خطاب کیا۔ قادیانیوں کے ”قصر خلافت“ کے عین سامنے حضرت مولانا عطاء المہیمن شاہ بخاری نے اپنے خطاب میں دنیائے قادیانیت کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کے دجل وفریب کو اسی کی تصنیف کردہ کتب سے واضح کیا۔ احرار اسلام کی ایمان افروز تقاریر کے بعد یہ جلوس آگے سرگودھا چنیوٹ روڈ کی طرف بڑھا، مین روڈ پر پہنچ کر حضرت شاہ جی نے اختتامی دعا کرائی۔ دعا کے بعد جلوس کے شرکاء پُرامن طور پر منتشر ہوگئے۔ (بشکریہ روزنامہ اسلام کراچی، ۲۹ رجنوری ۲۰۱۳ء)

عاصمہ جہانگیر کے ممکنہ وزیر اعظم بننے پر علماء کا احتجاج

لاہور (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر مولانا عبدالمجید لدھیانوی، نائب امراء مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا خواجہ عزیز احمد، مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی، مولانا عزیز الرحمن ثانی نے خطبات جمعہ میں احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ تحفظ ختم نبوت، ناموس رسالت ایکٹ اور حدود آرڈی نینس کی مخالف عاصمہ جہانگیر کو اگر نگران وزیر اعظم بنایا گیا تو تمام دینی جماعتیں ان کے خلاف بھرپور اور منظم انداز میں تحریک چلائیں گی۔ علماء کرام نے کہا کہ عاصمہ جہانگیر کا نگراں وزیر اعظم بننا کسی بھی صورت اسلامیان پاکستان کو منظور نہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے لاہور، کراچی، حیدر آباد، فیصل آباد، ساہیوال، اسلام آباد، راولپنڈی، اوکاڑہ، شیخوپورہ، ننکانہ صاحب، سکھر، کوئٹہ اور میرپور خاص سمیت ملک کے تمام چھوٹے بڑے شہروں میں احتجاج کیا۔

نزلہ‘ زکام‘
گلے کی خراش اور کھانسی!
Take NO Tension
Take Suafin
With TOOT SIYAH efficacy
UNANI MEDICINE
سُعالین
Suafin
نئی
Easy Tear
پیکنگ میں
ہمدرد

علامہ صاحب اوران کاخواب!

جناب خالد محمود

"سیاست نہیں، ریاست بچاؤ!" علامہ طاہر القادری صاحب نے اس خوبصورت نعرہ کے ذریعہ لوگوں کو جمع کیا اور پھر نوجوان، بوڑھوں، بچوں اور خواتین کو لے کر اسلام آباد پہنچ گئے، علامہ صاحب تو کنٹینر میں اپنی "خطابت کے جوہر" دکھاتے رہے، مگر کنٹینر کے باہر کی سردی اور بارش نے ان کے حواریوں میں موجود بہت سے بوڑھوں، بچوں اور خواتین کو مقامی ہسپتالوں میں منتقل کردیا، وہ تو شکر ہے کہ حکومت کو علامہ صاحب کے بار بار کے الٹی میٹم اور وارننگز نے ان کے کنٹینر میں جانے کی ہمت دے دی اور پھر شروع تا آخر تک جو کچھ ہوا، وہ سب دنیا کے سامنے ہے، حکومت کے اس "لالی پاپ" کی قدر کی جانی چاہئے کہ جو اس نے مذاکرات کی صورت علامہ صاحب کو دیا ہے، کیونکہ ان کا ایک سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ بارش اور سردی میں ٹھٹھرتے "عقیدت مند" اپنے گھروں کی چھت تلے لوٹ گئے، ورنہ نامعلوم ان بے چاروں کا اور کتنا "امتحان" لیا جاتا؟

بہرحال "سیاست نہیں، ریاست بچاؤ!" کے جس نعرہ کے ساتھ علامہ صاحب میدان میں کودے تھے اوران کی اس اشتہاری مہم کے دوران اور بعد جس طرح حکومتی اور غیر حکومتی حلقے، ٹی وی اینکرز اور کالم نگاران کی سیاسی، مذہبی اور ذاتی زندگی پر اپنے اپنے انداز سے تنقید کرتے رہے ہیں، جس کا سلسلہ ہنوز جاری ہے، اس میں تقریباً تمام حلقے افراط و تفریط کا شکار ہوئے ہیں، ہمارے یہاں سب سے بڑا مسئلہ ہی یہ ہے کہ اس طرح کے معاملات میں لوگوں کی "ذاتی زندگی" کو بھی زیر بحث لے آیا جاتا ہے، اور یہی کچھ علامہ صاحب کے ساتھ بھی ہوا۔ آج سے بیس پچیس سال قبل علامہ صاحب نے خواب میں آقا دو جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زیارت کی تھی اگر علامہ صاحب کو واقعتاً اس قسم کا کوئی مبارک خواب آیا ہے تو یہ ان کے لئے باعث سعادت ہے، اس پر اللہ تبارک تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور تنقید کرنے والوں کے نزدیک اگر معاملہ اس کے برعکس ہے تو تب بھی یہ علامہ صاحب کا ذاتی معاملہ ہے، کیونکہ اللہ تبارک تعالیٰ کے محبوب آقا دو جہاں احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"جس نے دانستہ مجھ پر جھوٹ بولا وہ اپنا گھر دوزخ میں تلاش کرے۔"

اور پھر ایک دوسری جگہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

"جس نے مجھ پر دانستہ جھوٹ باندھا وہ اپنا گھر جہنم میں بنالے۔"

لہٰذا ایسا نہ ہو کہ علامہ صاحب کے خواب پر کی جانے والی بحث کوئی ایسا رخ اختیار کرجائے کہ جس سے (معاذ اللہ) انجانے میں آقا و مولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی ادنیٰ بے ادبی ہونے کا اندیشہ ہو کہ دنیا و آخرت میں اپنا بُرا انجام کرلو کہ جس کی نہ کوئی معافی ہے اور نہ ہی توبہ، اور کچھ نہیں تو خود ہی انصاف سے کام لیجئے کہ کیا موجودہ سیاست کی سیاہی میں پاکیزہ اور مقدس ہستیوں کا ذکر خیر اچھا لگتا ہے؟

اور اب ایک گزارش تمام ٹی وی چینلز کے ذمہ داران اور مالکان کی خدمت میں اور وہ یہ کہ بحیثیت مسلمان آپ لوگ جانتے ہیں کہ دنیا کی تاریخ میں یہ بات مسلم ہے کہ خاتم النبیین سردار انبیاء رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان اور انسانیت کی تکریم کے باب میں سب سے زیادہ عزت و عظمت کا مقام خواتین کو عطا فرمایا ہے۔

عورت ماں ہو، بہن ہو، بیٹی ہو، بیوی ہو یا اسی طرح کے کسی بھی اور پاکیزہ رشتے سے جڑی ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے، اپنے مقام پر ان سب کو عزت و احترام کا حکم دیا اور دنیا کے سامنے اپنی سیرت مبارکہ سے اس کا عملی سبق بھی رکھ دیا ہے۔

مگر مقام افسوس اور انتہائی دکھ کی بات یہ ہے کہ جس عورت کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر اور چاردیواری دے کر مقام عرفان دیا تھا، آج وہی عورت مغرب اور مغرب کی "روشن خیالی" کے زیر اثر اس مقام عزت و عرفان کو کھو چکی ہے، تجارت کو فروغ دینے کے لئے سوئی سے لے کر جہازوں کی خرید و فروخت کے اشتہاروں میں یہ عورت آج "ماڈل" کے طور پر پیش کی جارہی ہے، ٹی وی پر خبریں پڑھنے کا شعبہ ہو یا مائیک پکڑ کر بازاروں میں گھوم کر حالات حاضرہ کا "جائزہ" یہ عورت سب کچھ مردوں کے شانہ بشانہ کام کے نام پر کررہی ہے، یقیناً آپ لوگوں نے عورت کو ماڈل کے روپ میں پیش کرنے کے لئے تاویلیں اور جواز بھی تلاش کررکھے ہوں گے۔ لیکن گزارش والتماس صرف یہ ہے کہ کم از کم ٹی وی چینلز پر خبریں پڑھنے والی خواتین اور دیگر شعبہ کی خواتین اینکرز اگر سر پر اہتمام سے دوپٹہ اوڑھ کر یا سر کو اچھی طرح ڈھانک کر اپنے امور انجام دیں، تو یقین ہے کہ ان کو کسی دشواری کا سامنا نہیں ہوگا، خصوصاً مذہبی تہواروں کے موقع پر خبریں پڑھنے والی خواتین اور اینکرز جب ننگے سر آقا دو جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کا نام نامی اسم گرامی لیتی ہیں تو انتہائی دکھ اور صدمہ ہوتا ہے کہ کائنات کی وہ بزرگ ترین اور مقدس ہستی کہ جنہوں نے اس امت کی خواتین کو پردے میں دیکھنا پسند کیا اور خواتین کو عزت و وقار عطا فرمایا اور آج وہی عورت ننگے سر نیوز چینلز پر خبروں کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے ذرا شرم اور حیاء محسوس نہیں کرتی کہ وہ کس مقدس اور پاکیزہ ہستی کا ذکر کس انداز سے کررہی ہے اور کچھ نہیں تو یہ ہی دیکھ اور سوچ لیجئے کہ آقا دو جہاں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر اگر غیر مسلم مصنفین یا شعراء نے بھی کیا ہے تو انہوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و احترام اور شان کو ملحوظ رکھا ہے تو جو عورتیں خود کو مسلمان کہتی اور سمجھتی ہیں، کیا ان کی شرم و حیاء ان سے اتنا تقاضا بھی نہیں کرتی کہ جب خبریں پڑھیں یا کسی اور پروگرام میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی لیں، اپنے ننگے سر ڈھانپ لیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے بعد آپ کی عظمت و شان کے آگے کائنات کی ہر چیز جھکی ہوئی ہے۔☆☆☆

گوجرانوالہ میں ۲۷ اپریل کو تاریخی ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوگی

گوجرانوالہ .... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے اعلامیہ کے مطابق تاریخی ختم نبوت کانفرنس انشاءاللہ ۲۷ اپریل ۲۰۱۳ء بروز ہفتہ منی اسٹیڈیم شیخوپورہ روڈ بعد نماز مغرب مرکزی امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ کی صدارت اور خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد نقشبندی مدظلہ، نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ اور مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ کی زیر نگرانی منعقد ہوگی۔ کانفرنس کے انتظامات کے لئے ایک اجلاس امیر ضلع حضرت مولانا محمد اشرف مجددی کی صدارت میں ہوا جس میں پروفیسر ڈاکٹر عبدالماجد مشرقی کو صدر استقبالیہ اور مولانا حافظ گلزار احمد آزاد کو ناظم استقبالیہ مقرر کیا گیا اور مولانا مفتی فخر الدین، شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی، حافظ محمد یوسف عثمانی، علامہ محمد ایوب صفدر، مولانا صوفی ریاض احمد خان سواتی، مولانا عبدالواحد رسولنگری، مولانا قاری گلزار احمد قاسمی، مولانا قاری محمد رفیق عابد علوی، حاجی محمد شاہ زمان، مولانا مفتی جمیل احمد، چوہدری بابر رضوان باجوہ، مولانا شاہنواز فاروقی، مولانا حافظ محمد صدیق نقشبندی، مولانا محمد ناصر، مولانا محمد اداؤد، قاری نذر الرحمن، مولانا مراد اللہ خان، مولانا محمد اشرف مجددی، مولانا قاری منیر احمد قادری، مولانا محمد عارف شامی، سید احمد حسین زید کو استقبالیہ کمیٹی کے ارکان مقرر کیا گیا۔ کانفرنس کے لئے حافظ گلزار احمد آزاد، مولانا عبدالواحد رسولنگری، مولانا محمد عارف شامی اور سید احمد حسین زید پر مشتمل رابطہ کمیٹی تشکیل دے دی گئی۔ اجلاس میں تحصیل سطح پر کمیٹیوں کے قیام کے لئے ۲۲ جنوری کو دو بجے مرکزی مسجد دارا کبوتراں وزیر آباد میں اجلاس ہوا۔ جس میں شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی، مولانا عبدالواحد رسولنگری اور مولانا مفتی جمیل احمد ۲۹ جنوری کو دو بجے جامع مسجد نعمانیہ قلعہ دیدار سنگھ میں امیر ضلع حضرت مولانا محمد اشرف مجددی، علامہ محمد ایوب صفدر، مولانا حاجی محمد ریاض خان سواتی اور مولانا قاری محمد یوسف عثمانی اور ۳۰ جنوری کو دو بجے نوشہرہ ورکاں میں پروفیسر ڈاکٹر عبدالماجد مشرقی، مولانا حافظ گلزار احمد آزاد، مولانا عبدالواحد رسولنگری اور مولانا محمد عارف شامی نے دورہ کیا۔ اجلاس میں تحریک ختم نبوت کے راہنما مولانا محمد اشرف ہمدانی کی رحلت پر اظہار تعزیت بھی کیا گیا اور دعائے مغفرت کی گئی۔

گوجرانوالہ میں مولانا شجاع آبادی کی تبلیغی مصروفیات

گوجرانوالہ .... (مولانا محمد عارف شامی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی دوروزہ تبلیغی دورہ پر گوجرانوالہ تشریف لائے۔

جہاں آپ نے ۲۲ جنوری بعد نماز مغرب جامع مسجد انبالوی راہوالی میں جلسہ میلاد النبی سے خطاب کیا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت، آپ کی حسن و جمال، فضل و کمال، اخلاق عظیمہ پر روشنی ڈالی اور کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حسن و جمال، فضل و کمال، علوم نبوت میں سب سے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔

جناب زاہد ندیم بٹ نے عشاء کے بعد مبلغین ختم نبوت کے اعزاز میں اپنی رہائش گاہ واقع راہوالی کینٹ میں عشائیہ دیا۔ مولانا شجاع آبادی کے ساتھ مولانا محمد عارف شامی، حافظ محمد الیاس قادری بھی تھے۔

۲۳ جنوری بعد نماز عصر دفتر ختم نبوت گنگی والا میں پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ پریس کانفرنس میں مولانا محمد اشرف مجددی، حافظ محمد ثاقب، مولانا محمد عارف شامی، بابر رضوان باجوہ بھی تشریف لے آئے۔ بعد نماز مغرب جامع مسجد صدیقیہ سیٹلائٹ ٹاؤن میں مولانا عبیداللہ عامر کی دعوت پر ولادت نبوی کے عنوان پر خطاب کیا۔

بعد نماز عشاء جامع مسجد مدنیہ سیٹلائٹ ٹاؤن میں خطاب کیا۔ اس مسجد میں حضرت مولانا قاضی حمید اللہ خان تقریباً چالیس سال خطیب رہے۔ مولانا مدظلہ نے قاضی صاحب مرحوم کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور ان کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت کی گئی۔

امت میں وحدت کو فروغ دینے کی ضرورت!

مولانا زاہد الراشدی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ۲۷/اپریل کو منی اسٹیڈیم گوجرانوالہ میں منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنس کے لئے سرگرمیوں کا آغاز کردیا ہے اور کاموکی، وزیر آباد اور قلعہ دیدار سنگھ میں علاقائی سطح پر علمائے کرام کے اجتماعات کا اہتمام کرکے رابطہ کمیٹیاں تشکیل دے دی ہیں۔ ۲۹/جنوری کو مسجد حق نواز شہید قلعہ دیدار سنگھ میں مولانا قاری محمد یوسف عثمانی اور مولانا محمد عارف شامی کے ہمراہ مجھے بھی علماء کرام کے اجتماع میں شرکت اور گفتگو کا موقع ملا، جو گزارشات پیش کیں ان کا خلاصہ نذر قارئین ہے۔

یہ مسئلہ امت میں چودہ سو سال سے متفقہ چلا آرہا ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر ہیں اور اس کی تشریح خود جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادی ہے کہ ان کے بعد قیامت تک کسی کو نبوت نہیں ملے گی، جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ یہ پیشگوئی بھی فرمادی تھی کہ جھوٹے مدعیان نبوت بڑی تعداد میں ظاہر ہوں گے، جو دجال اور کذاب ہوں گے۔ امت مسلمہ کا عقیدۂ ختم نبوت پر اسی تشریح کے مطابق ایمان وعقیدہ چلا آرہا ہے، یہی وجہ ہے کہ بہت سی خرابیوں کے باوجود امت نے اس مسئلہ پر کبھی لچک نہیں دکھائی اور نہ ہی کسی دور میں نبوت کے کسی دعویدار کو امت نے قبول اور برداشت کیا ہے۔ اس مسئلہ پر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سینکڑوں احادیث میں گفتگو فرمائی ہے اور اس کے ایک ایک پہلو کی اس انداز میں وضاحت کردی ہے کہ کسی طرح کا کوئی ابہام باقی نہیں رہ جاتا، مگر اس کے باوجود امت میں سینکڑوں ایسے افراد سامنے آتے رہے ہیں، جو طرح طرح کی تاویلات سے اپنے لئے نبوت اور وحی کی بات کرتے ہیں اور امت کو اس کا قائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی یہی راستہ اختیار کرکے لاکھوں لوگوں کو گمراہ کیا، لیکن امت مسلمہ کے کسی طبقے نے بھی اس کی تاویلات کو قبول نہیں کیا اور دنیا بھر کے مسلمانوں کے تمام حلقوں نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا۔

یہ مسئلہ عقیدے کی بنیاد ہونے کے ساتھ ساتھ اس لحاظ سے بھی نازک اور حساس چلا آرہا ہے کہ نبوت ہی کسی دین میں فائنل اتھارٹی ہوتی ہے اور نئے نبی کے ساتھ اتھارٹی اور وفاداری کا مرکز بہرحال تبدیل ہوجاتا ہے۔ مذاہب کی دنیا میں ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ نئے نبی اور نئی وحی کے ساتھ پہلے مذہب میں تغیر رونما ہوتا ہے اور نیا مذہب وجود میں آجاتا ہے، جبکہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قیامت تک دین میں اتھارٹی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات گرامی ہے، وہی ہر دور میں مسلمانوں کی وفاداری کا واحد مرکز رہے ہیں اور قیامت تک وہی اتھارٹی اور مرکز رہیں گے، اس لئے امت باقی معاملات کی بہ نسبت اس مسئلے میں زیادہ حساس ہے کہ نئی نبوت اور نئی وحی کی بات جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتھارٹی اور مرکزیت کو مجروح کرتی ہے، اس لئے اسے کسی صورت میں قبول بلکہ برداشت نہیں کیا جاسکتا۔

ہمارے دور میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت کا ایک اور پہلو بھی قابل غور ہے کہ امت مسلمہ میں سینکڑوں قسم کے اختلافات کے باوجود وحدت کا سب سے بڑا نکتہ عقیدۂ ختم نبوت ہے، جس پر اپنے تمام تر اختلافات کے باوجود امت مسلمہ کے تمام طبقات جمع ہوجاتے ہیں اور امت مسلمہ کی وحدت کا اظہار ہوتا ہے۔ آج کے دور میں فکری انتشار اور ذہنی افتراق عروج پر ہے لیکن جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا عقیدہ اور ناموس رسالت کے تحفظ کا جذبہ یہ دو ایسے عنوانات ہیں جن پر امت متحد ہوجاتی ہے، اس لئے موجودہ دور کے مصائب و مشکلات اور مستقبل میں نظر آنے والے خدشات و خطرات کا سب سے بڑا علاج یہ ہے کہ امت میں وحدت کو فروغ دیا جائے اور وحدت و مرکزیت کی قوت کا وقتاً فوقتاً اظہار ہوتا رہے۔ قیام پاکستان کے بعد سے ہمارا اب تک تجربہ اور مشاہدہ یہی ہے کہ جب بھی عقیدۂ ختم نبوت کے لئے کوئی خطرہ پیدا ہوا ہے یا ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے ضرورت پڑی ہے تو امت کے تمام طبقات اور مکاتب فکر باہمی اختلافات کی سنگینی کو نظر انداز کرتے ہوئے متحد ہوئے ہیں اور یہ بھی تجربے اور مشاہدے کی بات ہے کہ جب بھی قوم اس مسئلے پر متحد ہوئی ہے، اسلام کے خلاف سازشیں خود بخود ناکام ہوتی چلی گئی ہیں۔

آج کی صورت حال یہ ہے کہ پاکستان کے

اسلامی نظریاتی تشخص کو ختم کرنے کے لئے ملکی اور بین الاقوامی سطح پر بہت سی طاقتیں سرگرم عمل ہیں اور ان کی مسلسل کوشش ہے کہ دستور پاکستان کی اسلامی دفعات خاص طور پر قرارداد مقاصد اور عقیدہ ختم نبوت وناموس رسالت سے متعلقہ شقوں کو غیر مؤثر بنایا جائے لیکن ماضی میں عوامی اور پارلیمانی محاذوں پر ایسی کوششوں کی واضح ناکامی کو دیکھتے ہوئے اب نئی صف بندی کی جارہی ہے۔ میرے خیال میں عاصمہ جہانگیر کو نگران وزیر اعظم بنانے اور الیکشن کو کچھ عرصے کے لئے التوا میں ڈال دینے کی جو باتیں سامنے آرہی ہیں، ان کے درپردہ بھی سازش دکھائی دیتی ہے کہ وہ کام جو رائے عامہ کی بیداری اور پارلیمنٹ میں عوامی نمائندوں کی موجودگی کی صورت میں ہونے مشکل نظر آتے ہیں، انہیں ایک نگران وزیر اعظم اپنی مرضی کا لاکر اور اس کے اقتدار کو طول دے کر اس کے دور میں کرالئے جائیں۔ ہم ماضی میں بھی ایسی سازشیں بھگت چکے ہیں، جب معین قریشی کو نگران وزیر اعظم بنا کر ایسے بین الاقوامی معاہدات و معاملات طے کرالئے گئے تھے، جن کے جال میں ابھی تک ہم جکڑے ہوئے ہیں۔ مجھے یہ محسوس ہورہا ہے کہ معین قریشی کے ذریعے ہمیں مالیات اور معاشیات کے جال میں جکڑا گیا تھا اور اب عاصمہ جہانگیر یا اس طرز کے اور نگران وزیر اعظم کے ذریعے دستوری اور قانونی مسائل میں اسی طرح کی صورت اختیار کی جائے گی اور ہمارے ارد گرد مغربی فلسفہ وثقافت اور نظام کی زنجیریں اور زیادہ کس دی جائیں گی۔ اس لئے بیدار ہونے اور بیدار رہنے کی ضرورت ہے اور میرے خیال میں عالمی استعمار کی ہمہ گیر یلغار کے سامنے بند باندھنے کی یہی صورت معروضی حالات میں قابل عمل ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے مسئلے پر قوم کو بیدار و منظم کر کے اسے مغرب کی تہذیبی یلغار کے مقابلے میں سد سکندری بنادیا جائے اور مجھے یقین ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی، ناموس اور ختم نبوت کے لئے مسلمانوں کا جذبہ وحمیت آج بھی ناقابل شکست ہے، بشرطیکہ ہم اس کے لئے صحیح طور پر کام کریں اور رائے عامہ کو بیرونی سازشوں سے خبردار کرتے ہوئے متحد و منظم کردیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے علاقائی سطح پر ختم نبوت کانفرنسوں کی یہ مہم موجودہ حالات میں امید کی کرن ہے جس کی روشنی میں ہم فکری، اعتقادی اور تہذیبی طور پر موجودہ اور مستقبل کے فتنوں کا صحیح طور پر مقابلہ کر سکتے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اس عوامی مہم کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی خوش آئند ہے کہ تحریک ختم نبوت کے حوالے سے مختلف مکاتب فکر کے راہنماؤں پر مشتمل رابطہ کمیٹی نے بھی نگران وزیر اعظم کے لئے عاصمہ جہانگیر کا نام سامنے آنے پر باہمی مشاورت کا آغاز کردیا ہے اور مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری جنرل جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے متحدہ ختم نبوت رابطہ کمیٹی کا اجلاس ۳ فروری کو لاہور میں طلب کرلیا ہے۔ حالات جس رخ پر آگے بڑھ رہے ہیں اور پاکستان کی اسلامی نظریاتی حیثیت وتشخص کو سبوتاژ کرنے کے لئے ملکی اور بین الاقوامی سطح پر جو تانے بانے بنے جارہے ہیں، وہ بہت گھمبیر خطرات کی غمازی کررہے ہیں۔ دینی قیادت کو اس کے لئے بیداری اور حوصلہ و تدبر کا مظاہرہ کرنا ہوگا، ہمارے لئے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقیدت ومحبت ہی ہر دور میں محفوظ پناہ گاہ اور حصار رہی ہے، اس حصار کو اور زیادہ مضبوط ومستحکم کرنے کی ضرورت ہے، جس کے لئے ہر شخص، ہر گروہ کو اور ہر طبقے کو اپنا اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ خدا کرے کہ ہم اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس امتحان وآزمائش میں بھی سرخروئی حاصل کرسکیں۔ آمین۔ (روزنامہ اسلام کراچی، ۳ فروری ۲۰۱۳ء)

مہدی شاہ کی چنیوٹ میں قادیانیوں سے پراسرار ملاقاتیں

قادیانی اچھے لوگ ہیں ان کی مہمان نوازی قابل تعریف ہے وزیر اعلیٰ گلگت بلتستان

چناب نگر (نمائندہ خصوصی) وزیر اعلیٰ گلگت بلتستان سید مہدی حسن کی چناب نگر آمد، پراسرار طور پر قادیانی رہنماؤں سے ملاقاتیں، قادیانیوں کی نام نہاد جنت کا بھی دورہ کیا، جہاں پر قادیانیوں کی قبروں پر فاتحہ خوانی بھی کی۔ آمد کے موقع پر میڈیا کو دور رکھا گیا۔ باوثوق ذرائع کے مطابق گزشتہ روز شام ساڑھے پانچ بجے کے قریب وزیر اعلیٰ گلگت بلتستان سید مہدی حسن چناب نگر آئے، ان کے ہمراہ ان کے چند ساتھی بھی تھے۔ وزیر اعلیٰ سب سے پہلے چناب نگر آئے، جہاں پر انہوں نے پراسرار طور پر قادیانی قیادت سے ملاقات کی، قادیانی رہنماؤں سے ملاقات کے بعد وزیر اعلیٰ اپنے وفد کے ہمراہ قادیانیوں کی نام نہاد جنت (بہشتی مقبرہ) گئے، جہاں پر انہوں نے آنجہانی ڈاکٹر عبدالسلام کی قبر پر حاضری دی اور فاتحہ خوانی کی، اس کے ساتھ قادیانیوں کے جو خلیفہ یہاں دفن کئے گئے ہیں وہاں پر بھی حاضری اور فاتحہ خوانی کی، اس کے علاوہ دیگر قادیانیوں کی قبروں پر فاتحہ خوانی کی۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ وزیر اعلیٰ سید مہدی حسن نے کہا کہ قادیانی اچھے ہیں اور ان کا کردار بہت اچھا ہے اور طرح طرح سے قادیانیوں کو خوش کیا اور ان کی تعریف کی۔ بعد ازاں ایک دفعہ پھر قادیانی قیادت سے ملنے کے بعد ایک گھنٹہ سے زائد وقت گزارنے کے بعد واپس روانہ ہوگئے۔ (روزنامہ اسلام کراچی، ۲۸ جنوری ۲۰۱۳ء)

بقیہ:............ اداریہ

۲:......اسی طرح پہلے مرحلے میں جمعہ ۸رفروری کو کراچی میں پرامن ہڑتال کا اعلان کیا جاتا ہے اور اہل کراچی سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ ۸رفروری کو کراچی کے شہریوں، ڈاکٹرز، وکلاء، تاجر، علماء، طلباء اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے بے گناہ افراد کے سفاکانہ قتل، بدامنی، بھتہ خوری اور ٹارگٹ کلنگ کے خلاف رضاکارانہ طور پر اپنا ہر قسم کا کاروبار بند رکھ کر حکومت کو یہ پیغام دیں کہ اگر شہریوں اور ان کے مقتداء علماء کرام کو امن نہ دیا گیا تو پھر غیر معینہ مدت کے لئے احتجاج کا سلسلہ شروع کردیا جائے گا۔ اور ہر قسم کے امن وامان کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔

۳:......اجلاس میں سپریم کورٹ سے اپیل کی گئی ہے کہ جس طرح وہ مختلف حساس معاملات پر ازخود نوٹس لیتی رہتی ہے، وہاں وہ دینی مدارس کے علماء اور طلباء کے سفاکانہ قتل پر ازخود نوٹس لے کر ملک کی بڑی اکثریت کے جذبات کا احساس کرے، اور مظلوم طبقہ کو انصاف فراہم کرنے کے لئے اپنا فرض منصبی ادا کرے، تاکہ ملک کے لاکھوں علماء، طلباء اور ان کے کروڑوں لواحقین انصاف کے حصول کے لئے ازخود کوئی اقدام کرنے پر مجبور نہ ہوں۔

۴:......اجلاس میں اس بات کو شدت کے ساتھ محسوس کیا گیا کہ ایک طویل عرصہ سے کراچی میں جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، جامعہ فاروقیہ، دارالعلوم کراچی، جامعہ احسن العلوم، جامعہ حمادیہ، جامعہ اشرف المدارس، جامعہ اسلامیہ رحمانیہ اورنگی ٹاؤن، جامعہ انوار العلوم، جامعہ رحمانیہ بفرزون، جامعۃ الصالحات للبنات، جامعہ محمودیہ، جامعہ دارالخیر اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سمیت دیگر دینی مدارس اور دینی تنظیموں کے جید علماء کرام جو صرف درس وتدریس کے عظیم منصب پر فائز تھے، ان کو کیوں نشانہ بنایا گیا؟۔ اسی طرح آئے روز کراچی میں لسانی اور مذہبی بنیادوں پر مسلمانوں کا قتل عام کیوں کیا جارہا ہے؟ اور کسی بھی حکومت نے قاتلوں کو کیفر کردار تک کیوں نہیں پہنچایا ہے؟ جبکہ پاکستان بھر کے علماء کرام نے ہمیشہ مسلح جدوجہد یا فرقہ واریت سے نہ صرف لاتعلقی کا اظہار کیا ہے، بلکہ اس سے ایک ناپسندیدہ عمل اور ملک کی بقاء واستحکام کے خلاف غیروں کی گہری سازش قرار دے کر اس سے نفرت اور بیزاری کا اعلان کیا گیا ہے۔ لہٰذا دینی مدارس وجامعات کے اکابرین اور دینی جماعتوں کا یہ نمائندہ اجلاس خبردار کرتا ہے کہ اگر حکومت نے فوری طور پر جامعہ علوم اسلامیہ کے شہداء سمیت تمام دینی مدارس کے علماء، طلباء اور شہریوں کے قاتلوں کو گرفتار کرکے عبرت ناک سزا نہ دی تو پھر ۸رفروری کی ہڑتال کے بعد آئندہ مرحلہ وار تحریک کا آغاز کردیا جائے گا، جس میں دھرنے اور سڑکوں پر غیر معینہ مدت تک درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھنا شامل ہوگا۔

۵:......اجلاس میں کہا گیا کہ سندھ حکومت علماء کرام، طلباء، ڈاکٹرز، وکلاء، تاجروں اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے کراچی کے معصوم شہریوں کے جان ومال، عزت وآبرو کے تحفظ میں بری طرح ناکام ہوگئی ہے، لہٰذا وزیراعلیٰ اور گورنر سندھ اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے فوری طور پر مستعفی ہوجائیں یا وفاقی حکومت انہیں برطرف کرتے ہوئے غیر سیاسی وابستگی رکھنے والے گورنر کا تقرر کرتے ہوئے بلوچستان کی طرح گورنر راج نافذ کرکے کراچی کی رونقوں، محبتوں اور امن کو بحال کرے۔

۶:......اجلاس میں مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی تجویز پر شرکاء نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ مسلک دیوبند سے تعلق رکھنے والی تمام سیاسی و دینی جماعتیں اور علماء وطلباء اپنے تحفظ ودفاع اور اپنے شہداء کے قاتلوں کے تعاقب اور ان کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے متفقہ دفاعی فورم تشکیل دیں گے، جس کا اعلان اور تشکیل چند روز میں کردی جائے گی۔ اجلاس کے شرکاء نے ہاتھ اٹھا کر صدر مجلس حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب پر اعتماد کا اظہار کیا اور اس اعتماد کو ’’بیعت‘‘ کا نام دیا گیا۔

۷:......اجلاس کے شرکاء نے حکومت سے فوری مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ دینی مدارس کے علماء ومشائخ اور مذہبی رہنماؤں کو اپنے دفاع اور حفاظت کے لئے اسلحہ لائسنس جاری کئے جائیں۔‘‘

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

الجھن کی سلجھن

مولانا محمد طاہر مسعود عطا

استاد کو روحانی باپ کہا گیا ہے۔ باپ خواہ روحانی ہو یا جسمانی دونوں کے خمیر میں شفقت ورافت، الفت و محبت، جاں سپاری و جاں نثاری شامل ہے۔ جسمانی باپ انسان کے جسمانی وجود کا سبب بنتا ہے تو روحانی باپ اس پر علم وعمل کے برگ وبار آنے کا ذریعہ۔ مرتبہ ومقام میں کس کا درجہ بڑھا ہوا ہے اس میں تو اختلاف ہوسکتا ہے لیکن اس میں دورائے نہیں ہوسکتیں کہ دونوں ہی انسان کے محسن اور اس کے لیے قابل صد تعظیم ہیں۔ کہنے والوں نے تو اپنے اپنے ذوق کے مطابق یہاں تک کہا ہے کہ باپ انسان کو آسمان سے زمین پر لاتا ہے تو استاد انسان کو زمین سے آسمان تک پہنچاتا ہے۔ اسی وجہ سے استاد کو معمار قوم قرار دیا گیا ہے۔

استاد اور والد دونوں میں کچھ اقدار مشترک ہیں۔ ایک جسمانی باپ ہے تو دوسرا روحانی۔ باپ اولاد کے لیے اور استاد اپنے شاگردوں کے لیے ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ باپ اولاد کی جسمانی راحت و آرام اور غذا کا بندوبست کرتا ہے تو استاد انہیں زیور علم سے آراستہ کرنے اور ان کی روحانی غذا کے لیے فکر مند رہتا ہے۔ باپ بھی اولاد کے لیے اپنے راحت و آرام کو تج دیتا ہے استاد بھی اپنے طلبا کی خاطر اپنی راحت کو بھول جاتا ہے۔ باپ کی طرح استاد کی بھی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کے شاگرد آگے بڑھیں، دنیا میں ان کا نام روشن ہو۔ دنیا میں شاید یہ دو ہی رشتے ہیں جن کی نہ صرف خواہش بلکہ کوشش ہوتی ہے کہ ان کی اولاد ان سے بھی آگے بڑھ جائے۔ وہ اس کے لیے تگ ودو بھی کرتے ہیں۔ قرآن وحدیث کو دیکھا جائے تو وہ جسمانی باپ کے ساتھ ساتھ روحانی باپ کو بھی ایک لازوال شرف بخشتے نظر آتے ہیں۔ قرآن مجید نے اگر توحید کے بعد والدین کے ساتھ حسن سلوک کا ذکر کرکے والدین کو جاودانی عزت و افتخار عطا کیا ہے تو رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کو بطور استاد پیش کر کے استاد کی عزت وعظمت کو چار چاند لگادیے ہیں۔ اسی وجہ سے امام اعظم ابوحنیفہؒ ہمیشہ دعا میں پہلے اپنے استاد حماد کے لئے دعا کیا کرتے تھے۔

استاد اور شاگرد کا تعلق بھی ایک عجیب تعلق ہے۔ یہ تعلق اغراض و مفادات سے بالا تر ایک پرخلوص تعلق ہوتا ہے۔ احسان شناس لوگ خواہ جتنے بھی بلند مرتبہ پر پہنچ جائیں وہ اپنے ان محسنین کو ہمیشہ یاد رکھتے ہیں جن کی محنتوں کی بدولت انہیں یہ شرف حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ ہمیشہ اپنے استاد کے احسان مند رہتے ہیں۔ ان کا اپنے استاد کے ساتھ تعلق محض ایک رسمی اور درس گاہ اور تعلیمی دورانیہ کی حد تک نہیں ہوتا بلکہ وہ بعد میں بھی اپنے استادوں کے ساتھ رابطے میں رہتے ہیں اور ان کی ہدایات کو اپنے لیے مشعل راہ سمجھتے ہیں۔ وقتاً فوقتاً اپنے اساتذہ سے ملاقات کے لیے حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ استاد کی یہ چند لمحے کی صحبت کیا تاثیر رکھتی ہے، اس کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔

راقم جب بھی اپنے آبائی گھر میں جاتا ہے تو والد صاحب اپنے ساتھ اپنے استاد قاری عبدالحمید صاحب کی خدمت میں لے جاتے ہیں۔ یہ والد صاحب کے حفظ کے استاد ہیں۔ والد صاحب اس کے ساتھ ساتھ ہر بار یہ نصیحت بھی فرماتے ہیں کہ بیٹا اپنے اساتذہ کی ملاقات کے لیے کچھ وقت ضرور نکالا کرو۔ اس بار عیدالاضحی کی تعطیلات میں جب گھر جانا ہوا تو حسب معمول والد صاحب کے ساتھ حضرت قاری صاحب کی خدمت میں حاضری کے ساتھ ساتھ اپنے کچھ اساتذہ کی خدمت میں بھی باریابی کا شرف حاصل ہوا۔

اپنے ایک مشفق استاد مولانا شفیق احمد مکانوی کی خدمت میں کافی عرصہ کے بعد حاضری ہوئی۔ دوران گفتگو بنات کے نصاب تعلیم سے متعلق بات آگئی۔ بندہ نے عرض کیا کہ ''استاد جی! مجھ سے کسی نے پوچھا ہے کہ طالبات کو تجارت کے مسائل پڑھانے کا کیا فائدہ؟'' استاد جی ایک لمحے کے توقف کے بعد گویا ہوئے: ''خواتین گھروں میں جو چیزیں بنا کر فروخت کرتی ہیں کیا وہ تجارت میں داخل نہیں؟ کتنی ساری خواتین گھروں میں مختلف چیزیں بیچتی ہیں یہ بھی تجارت ہے۔ پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ امام احمد بن حنبلؒ کے دروازے پر دستک ہوئی۔ جب دروازہ کھولا گیا تو باہر ایک خاتون تھیں۔ اس خاتون نے امام صاحب سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ پوچھنے پر اس نے بتایا کہ میں ایک مسئلہ معلوم کرنے آئی ہوں میں سوت کاتتی ہوں کچھ تو چراغ کی روشنی میں کاتتی ہوں اور کچھ چاند کی روشنی میں۔ کیا بیچتے وقت مجھے خریدار کو یہ بتانا لازمی ہوگا کہ یہ چراغ کی روشنی میں کاتا گیا ہے اور یہ چاند کی روشنی میں۔ امام احمدؒ نے فرمایا کہ اسے بتاؤ کہ اگر تو دونوں میں کچھ فرق ہوتا ہے تو پھر بتانا لازمی ہے ورنہ نہیں۔ فرمانے لگے کہ یہ کیا ہے؟'' اس پر راقم نے عرض کیا کہ ''اصل میں استاد

جی! ہمارے ہاں مسائل تو پڑھائے جاتے ہیں لیکن ان کا انطباق نہیں کیا جاتا جس سے بعض اوقات مشکل پیش آتی ہے۔ جیسے کہ بندہ کے ساتھ ہوا۔" فرمانے لگے کہ "اصل بات یہ ہے کہ ہم لوگوں میں ایک کمزوری ہے وہ یہ کہ سوال سنتے ہی فوراً اس کا جواب دینا شروع کردیتے ہیں، جب کہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ سوال سننے کے بعد تھوڑی دیر توقف کیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا جائے کہ یا اللہ اس سوال کا جواب آپ ہی سمجھا دیجئے۔ دل ہی دل میں آدمی "رب زدنی علما" پڑھ لے۔ اس کے بعد سوچ سمجھ کر جواب دے۔ فرمایا کہ یہ ہمارا ایک بار کا نہیں بلکہ بارہا کا تجربہ ہے کہ کسی نے کوئی سوال کردیا جس کا جواب کہیں پڑھا نہیں ہوتا لیکن اس عمل کی برکت سے اللہ تعالیٰ جواب سجھا دیتے ہیں۔ جو آدمی سوال کے بعد اس پر اس طرح غور وفکر کرنے کی عادت ڈال لے انشاء اللہ اسے جواب دینے میں پریشانی نہیں ہوگی۔ راقم نے الجھن کی سلجھن ہاتھ آنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے مشفق استاد کا بھی شکریہ ادا کیا اور یوں والد صاحب کی نصیحت پر عمل کی قدر وقیمت بھی معلوم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے والدین اور سب اساتذہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ ☆

عاصمہ جہانگیر کی قادیانیت نوازی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں!

کراچی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد و دیگر نے اپنے مشترکہ بیان میں نگراں سیٹ اپ میں عاصمہ جہانگیر کو نامزد کئے جانے پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عاصمہ جہانگیر کی قادیانیت نوازی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ اس لئے اس کا نام آنے پر مسلمانوں میں اضطراب اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ علماء کرام نے سیاسی جماعتوں کے سربراہوں اور قائدین سے اپیل کی ہے کہ آئندہ انتخابات میں اسلام دشمنوں اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں کو قومی وصوبائی اسمبلی کے ٹکٹ نہ دیئے جائیں۔ خدانخواستہ اگر ایسا ہوا تو یہ ملک وملت کی بدترین دشمنی اور دین ومذہب کے خلاف بدترین بغاوت ہوگی۔ اس لئے سیاسی، مذہبی لیڈروں، پارٹی سربراہوں، عام مسلمانوں اور خصوصاً علماء کرام کو اس طرف خصوصی توجہ دینے اور نگاہ رکھنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی علاقے کے مسلمانوں کے ٹکٹ اور مسلمانوں کے ووٹوں سے کوئی قادیانی منتخب ہو کر مسلمانوں کو مرتد بنانے کی گھناؤنی سازش کا ارتکاب کرے، کسی قادیانی کو ٹکٹ دینے والی پارٹی کے سربراہ کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہونا پڑے گا بلکہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم ہوگا بہت ممکن ہے کہ اس کا حشر مسلمانوں کے بجائے قادیانیوں کے ساتھ ہو اور اسے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے کیمپ کی بجائے مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کے کیمپ بھیج دیا جائے۔

دو قادیانیوں کا قبولِ اسلام

سلطان احمد اور محمد افضل ریٹائرڈ اسکول ٹیچر اور قادیانی عبادت گاہ کے متولی تھے

تونسہ شریف.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان میں ہمارے نمائندے کے مطابق بزدار کے سلطان احمد ولد افضل علی اور محمد افضل ولد محمد خان قوم بلوچ نے بزدار کے مولانا محمد بخش بزدار کے ہاتھ پر قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کرلیا۔ یہ دونوں آپس میں چچازاد بھائی ہیں، اس علاقہ کی قادیانی عبادت گاہ کے متولی تھے۔ اب انہوں نے اس عبادت گاہ کو مسجد میں تبدیل کرنے کا عندیہ ظاہر کیا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ایک وفد جس میں مولانا عبدالعزیز لاشاری، مولانا محمد اقبال مبلغ ختم نبوت، مولانا امان اللہ قیصرانی امیر جمعیت علماء اسلام تحصیل تونسہ شریف دیگر معززین علاقہ نے جا کر ان نو مسلموں کو مبارک باد دی۔ مولانا عبدالعزیز لاشاری نے تفصیل بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ان دونوں حضرات کی اولاد، بھائی، بیوی اور بچے پہلے سے ہی مسلمان تھے، مگر یہ دونوں باضد تھے جب انہوں نے مسلمان ہونے کا اعلان کیا تو ان کا ایک بھائی جو ضلع لیہ میں قادیانی ہے، ان نو مسلم بزرگوں کو آ کر دوبارہ قادیانی بنانے کی کوشش کرتا رہا، مگر یہ ثابت قدم رہے اور قادیانی بھائی کو دعوت اسلام دی اور اس پر مرزا قادیانی کے مکروفریب واضح کئے۔ محمد افضل کے ایک بیٹے نے بتایا کہ ہم اپنے بزرگوں کو اکثر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا لٹریچر پڑھاتے تھے، جن کی بدولت اللہ پاک نے ان کو ہدایت عطا فرمائی، الحمدللہ! تحصیل تونسہ شریف بستی بزدار میں قادیانی جماعت کا تخم ہی ختم ہوگیا۔ اس پسماندہ علاقہ میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور مولانا لال حسین اخترؒ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین دعوت وتبلیغ کا کام ہمیشہ کرتے رہے۔

''دردمند خاتون''

۵ راگست ۱۹۷۳ء کو روزنامہ نوائے وقت لاہور میں ایک قادیانی خاتون کا بیان شائع ہوا تھا، جس میں اس نے جان بوجھ کر قادیانیوں کے کفریہ عقائد پر پردہ ڈالنے اور انہیں مسلمان ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی تھی۔ چنانچہ حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن مدظلہ شاہ عالمی مظفرگڑھی حال مقیم لاہور خلیفہ مجاز حضرت سیّد نفیس الحسینی شاہؒ نے اس خاتون کے جواب میں ''دردمند خاتون'' کے نام سے ایک رسالہ تحریر فرمایا تھا، جس میں قادیانیوں کے عقائد ونظریات کو امتِ مسلمہ کے سامنے پیش کیا۔ ۱۹۷۳ء میں لکھے گئے اس رسالہ کے اقتباسات کو اسی پس منظر میں پڑھا جائے۔ (ادارہ)

پانچویں قسط

مولانا حافظ عبدالرحمٰن مدظلہ

تمام انبیاء علیہم السلام کی توہین:

زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسولے نہاں بپیراہنم
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم زکسے
آنچہ داداست ہر نبی را جام
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(ص۲۴۳ تا ۲۴۴، درثمین فارسی مجموعہ اشعار مرزا مطبوعہ ربوہ ضلع جھنگ)

ترجمہ: ''ہر نبی میرے آنے سے زندہ ہوگیا اور ہر نبی میرے پیراہن و آستین میں پوشیدہ ہے۔

۲:... اگرچہ نبی بہت ہوئے ہیں، مگر میں معرفت الٰہی میں کسی سے کم نہیں ہوں۔

۳:... جو جام ہر نبی کو اس نے عطا کیا وہی جام اس نے کامل طور پر مجھے بھی دے دیا ہے۔

۴:... میں یقین کے معاملہ میں ان میں سے کسی سے کم نہیں ہوں جو جھوٹ بولتا ہو وہ لعنتی ہے۔''

قرآن شریف کی توہین:

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

''میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی۔'' (روحانی خزائن، ص۱۸، ص۲۱۰ تصنیف مرزا)

قرآن شریف میں قادیان کا نام:

قرآن شریف میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ قادیان زادہا اللہ شرفاً کا نام مذکور ہے۔

مرزا لکھتا ہے:

''کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر با آواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا: ''انا انزلناہ قریباً من القادیان'' تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ قادیان کا نام قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے، تب میں نے دل میں کہا کہ واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے: مکہ، مدینہ اور قادیان۔''

قادیاں اُم القریٰ:

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے شہر مکہ کو اُم القریٰ یعنی تمام بستیوں سے افضل فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وکذلک اوحینا الیک قرآناً عربیاً لتنذر ام القریٰ ومن حولھا۔'' (الشوریٰ)

ترجمہ: ''اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اسی طرح نازل کیا ہم نے آپ پر قرآن (شریف) عربی زبان میں تاکہ آپ ڈرائیں (عذاب الٰہی سے) بڑے گاؤں کو اور اس کے آس پاس والوں کو۔''

اُم القریٰ کے معنی ساری بستیوں اور شہروں کی اصل اور بنیاد مراد مکہ معظمہ ہے، روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائے آفرینش میں اللہ تعالیٰ نے زمین کو اسی جگہ سے پھیلانا شروع کیا۔ ساری دنیا میں اللہ کا گھر وہیں ہے اور وہی گھر روئے زمین پر سب سے پہلی عبادت گاہ قرار پائی۔ یہ شہر ساری دنیا کے شہروں اور بستیوں سے اور ساری زمین سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اشرف وافضل ہے جیسا کہ امام احمد نے مسند احمد بن حنبلؒ میں حضرت عدی بن حمراء زہری سے روایت کی ہے، انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت سنا جب کہ آپ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمارہے تھے اور بازار مکہ کے مقام حزورہ پر تھے کہ آپ نے مکہ مکرمہ

کو خطاب کرکے فرمایا: اے سرزمین مکہ:

''انک لخیر ارض اللہ واحب ارض اللہ الی ولو لا انی اخرجت منک لما خرجت۔''

ترجمہ: ''تو میرے نزدیک اللہ کی ساری زمین سے بہتر ہے اور ساری زمین سے زیادہ محبوب ہے اگر مجھے اس زمین سے نکالا نہ جاتا تو میں اپنی مرضی سے کبھی اس زمین کو نہ چھوڑتا۔''

اسی طرح مرزا لکھتا ہے:

''قادیان بھی اُم القریٰ ہے۔'' (حقیقۃ الرؤیا ص:۴۶، بروایت مرزا بشیرالدین محمود احمد قادیان)

''ومن دخلہ کان امنا''

(آل عمران:۱۰)

اور جو اس گھر (یعنی بیت اللہ شریف کے حدود اور حرم) کے اندر داخل ہوا اس کو امن ملا۔

اس آیت میں کعبہ شریف کی ایک خصوصیت اور فضیلت بیان کی گئی ہے کہ جو شخص اس میں داخل ہوجائے وہ امن والا اور محفوظ ہوجاتا ہے۔ یہ ایک تو تشریعی اعتبار سے ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کو یہ حکم ہے کہ جو شخص اس میں داخل ہوجائے اس کو نہ ستاؤ نہ قتل کرو۔ اگر کوئی شخص کسی کو قتل کرکے وہاں چلا جائے اس کو بھی اس جگہ سزا نہ دی جائے، بلکہ اس کو اس پر مجبور کیا جائے کہ وہ حرم سے باہر نکلے، حرم سے باہر آنے پر سزا جاری کی جائے اس طرح حرم میں داخل ہونے والا شرعی طور پر مامون و محفوظ ہوگیا۔

دوسری حرم میں داخل ہونے والے کا مامون محفوظ ہونا یوں.... بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تکوینی طور پر ہر قوم وملت کے دلوں میں بیت اللہ شریف کی تعظیم وتکریم ڈال دی ہے کہ تمام اقوام، ہزاروں اختلافات کے باوجود اس عقیدے پر متفق ہیں کہ اس میں داخل ہونے والا اگرچہ مجرم یا ہمارا دشمن ہی ہو تو حرم کا احترام اس کا متقاضی ہے کہ وہاں اس کو کچھ نہ کہیں حرم کو عام جھگڑوں اور لڑائیوں سے محفوظ رکھا جائے، زمانہ جاہلیت کے عرب اور ان کے مختلف قبائل خواہ کتنی ہی عملی خرابیوں میں مبتلا تھے مگر بیت اللہ شریف کا احترام کرنے اور حرم محترم کی عظمت پر سب جان دیتے تھے، ان کی جنگ جوئی اور تندخوئی ساری دنیا میں مشہور ہے لیکن حرم کے احترام کا یہ حال تھا کہ باپ کا قاتل بیٹے کے سامنے آتا تو مقتول کا بیٹا جو اس کے خون کا پیاسا ہوتا تھا اپنی آنکھیں نیچی کرکے گزر جاتا تھا اور اسے کچھ نہ کہتا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ عظمت اور مرتبہ اللہ تعالیٰ نے کسی دوسرے جگہ کو عطا نہیں فرمایا حتیٰ کہ مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بھی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی لیکن مرزا کی جسارت دیکھئے لکھتے ہیں:

''بیت الفکر و بیت الذکر ومن دخلہ کان امنا۔''

ترجمہ: ''بیت الفکر اور بیت الذکر اور جو اس میں داخل ہوگا وہ سوئے خاتمہ سے امن میں آجائے گا۔''

بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز (یعنی مرزا) کتاب کی تالیف میں مشغول رہا ہے اور رہتا ہے اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے کہ جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے اور آخری فقرہ مذکورہ بالا اسی مسجد کی صفت میں بیان فرمایا ہے۔

(روحانی خزائن ج:۱، ص:۶۶۶، ۶۶۷ در حاشیہ تصنیف مرزا)

مسجد اقصیٰ قادیان میں:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا الذی بارکنا حولہ۔''

پاک ذات ہے جو لے گیا، اپنے بندہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو راتوں رات (معراج کی شب) مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک (جو بیت المقدس میں ہے) جس مسجد کو گھیر رکھا ہے ہماری برکت نے یعنی جس ملک میں مسجد اقصیٰ واقع ہے، وہاں حق تعالیٰ نے بہت سی ظاہری وباطنی برکات رکھی ہیں، مادی حیثیت سے چشمے نہریں، غلے، پھل اور میووں کی افراط اور روحانی اعتبار سے دیکھا جائے تو کتنے انبیاء کا مسکن و مدفن اور ان کے فیوض وانوار کا سرچشمہ رہا ہے۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

''معراج میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر فرما ہوئے وہ یہی مسجد اقصیٰ ہے جو قادیان میں بجانب مشرق واقع ہے جس کا نام خدا کے کلام نے مبارک رکھا ہے، یہ مسجد جسمانی طور پر مسیح موعود کے حکم سے بنائی گئی ہے اور روحانی طور پر مسیح موعود (یعنی مرزا) کی برکات اور کمالات کی تصویر ہے.... مسیح موعود (یعنی مرزا) کی یہ مسجد اقصیٰ جس کا قرآن شریف میں ذکر ہے، اس کے روحانی کمالات کی تصویر ہے۔''

(روحانی خزائن ج:۱۶، ص:۲۲، در حاشیہ تصنیف مرزا)

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی توہین:

مسیح موعود (مرزا) نے اس کے متعلق بڑا زور دیا اور فرمایا ہے جو بار بار یہاں نہ آئے مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے، پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا، آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔

(حقیقۃ الرؤیا ص:۴۶، مرزا بشیرالدین)

(جاری ہے)

فرما گئے یہ ہادی — لا نبی بعدی

تاجدار ختم نبوت ﷺ زندہ آباد

بیاد حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

عظیم الشان تاریخی ختم نبوۃ کانفرنس

فقید المثال

ان شاء اللہ تعالیٰ بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے۔

حضرت مولانا تجمل حسین

بتاریخ 8 مارچ 2013 بروز جمعۃ المبارک بعد نماز مغرب بمقام مسجد روڈ نواب شاہ سندھ

حضرت مولانا عبد المجید لدھیانوی — حضرت مولانا عبد الصمد ہالیجوی — حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد — حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری — حضرت مولانا عبد الغفور قاسمی

حضرت مولانا عبد الغفور حیدری — حضرت مولانا اللہ وسایا — حضرت مولانا عبد المجیب قریشی — حضرت مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی — حضرت مولانا محمد عیسیٰ سموں

علامہ احمد میاں حمادی — قاضی احسان احمد — حضرت مولانا اعجاز مصطفیٰ — حضرت مولانا عزیز الرحمن ثانی — مفتی حفیظ الرحمن

محمد یوسف — محمد سلیم — مفتی ظفر اقبال — مفتی خبیب الرحمن — منظور احمد — حافظ احمد زکریا

محمد حسین ناصر — توصیف احمد — عبد السلام — حزب اللہ — محمد انیس — محمد اسماعیل — عبد القیوم

محمد علی صدیقی — محمد امجد مدنی — قاری محمد یونس — اشفاق احمد — عبد اللہ عبد القادر

محمد اکمل — محمد یونس — عبد الکریم — محمد عبد اللہ — سراج احمد — عبد اللطیف — محمد حنیف عثمانی

محمد تصور — قاری علی اصغر — عطیہ اشتہار: تاجر اتحاد کمیٹی نوابشاہ — غلام مصطفیٰ — عطاء الرحمن

منجانب: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ

0302-6961841
0331-3378871
0333-7028157